سلسلۂ دار التصنیف صوفیہ نمبر (۲۳۶)

ISBN 81 - 87702 - 19 - 2

نام کتاب : رسالۂ فاتحۂ اموات

مؤلف : مولانا قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری

کمپیوٹر کتابت : مصطفیٰ سعید

SSS Computer Graphics

21-1-247، بازار گھانسی، نزد ہائی کورٹ

رکاب گنج حیدرآباد۔ فون نمبر :4562636, 4572192

مقامِ طباعت : اویس گرافکس۔ حیدرآباد

تعدادِ اشاعت : ایک ہزار

سنِ اشاعت : رمضان ۱۴۲۱ھ م ڈسمبر ۲۰۰۰ء

ہدیہ : -/Rs.15 (پندرہ روپیہ سکہ ہند)

کتاب ملنے کے پتے

۱) تصوف منزل 21-1-247 قریب ہائیکورٹ، حیدرآباد۔ فون :4562636

۲) 16-9-690 قریب پانی کی ٹانکی قدیم ملک پیٹ۔ حیدرآباد۔ فون :4550540

۳) ہمالیہ بک ڈپو۔ مکرم جاہی روڈ۔ حیدرآباد فون:4612145

۴) ایشین ٹی کمپنی۔ روبرو سکندرآباد ریلوے اسٹیشن۔ سکندرآباد۔ فون:7703409

۵) ہلال پن اسٹور گلزار حوض وشاخ تالاب کٹہ روڈ حیدرآباد فون :4566277

هو الباقی

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰاحِمِیْنَ

رسالہ

فاتحہ اموات

یعنی

ایصال ثواب، فاتحہ، زیارت، چہلم، برسی، عرس اور نیاز

کا شرعی جواز و ثبوت اور مسنون طریقہ

افادات

حضرت سید الصوفیہ مفتی سید شاہ احمد علی صوفی قادری نوراللہ مرقدہ

مرتبہ

حضرت العلامہ قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری مدظلہ

(صدر کل ہند جمعیۃ المشائخ)

اشاعت

سید الصوفیہ اکیڈمی (رجسٹرڈ)

21-1-247 تصوف منزل۔ قریب ہائی کورٹ۔ حیدرآباد۔ (اے۔پی) انڈیا

ISBN 81 - 87702 - 19 - 2

فہرست مضامین

کلماتِ تعارف

اسلام نے دنیا کی چند روزہ عارضی زندگی کو "متاعِ قلیل" قرار دیتے ہوئے عقبی یا آخرت کی ابدی زندگی کی تیاری پر زیادہ سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زندہ لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا جہاں اسلامی اخلاقیات کا لازمہ ہے وہیں اس دار فانی سے کوچ کر جانے والوں کیلئے دعائے مغفرت کرنے کی بھی دین میں ہدایت دی گئی ہے چنانچہ رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میری امتِ مرحومہ اپنی قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور قبروں سے ایسی نکلے گی کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کے سبب اسکو گناہوں سے پاک وصاف کردیگا۔

جمہور اہل سنت والجماعت کا راسخ عقیدہ ہے کہ زندوں کے نیک عمل کا فائدہ 'اموات یعنی مُردوں کو پہنچتا ہے جسکو شرعی اصطلاح میں "ایصالِ ثواب" کہتے ہیں جسکا منکر معتزلہ نامی ایک گمراہ فرقہ صدیوں قبل پیدا ہوا تھا جو اپنی موت آپ مر گیا لیکن آج کے بے دینی کے دور میں ایسے ہی گمراہ عقائد کے حامل چند عناصر اپنا سر اٹھاتے نظر آرہے ہیں جو اپنے باطل مذہب کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں خصوصا نوجوانوں کو طرح طرح سے گمراہ کرنے کی مذموم کوششوں میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ یہ عناصر کبھی تو فاتحہ 'سیوم' چہلم یا عرس وغیرہ کو بری بدعت کا نام دیتے ہیں تو کبھی طعام سامنے رکھکر فاتحہ یا آیات قرآنی کی تلاوت کرنے کو پوجا پاٹ بلکہ شرک وکفر قرار دیتے ہیں۔ اسلئے ضروری معلوم ہوا کہ شرعی دلائل کے ذریعہ عامۃ المسلمین خصوصاً ملت کے نونہالوں پر واضح کر دیا جائے کہ "ایصالِ ثواب" کے اس مسئلہ میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اور عمل بالکل صحیح اور کتاب وسنت کے عین مطابق ہے۔

آج سے زائد از نصف صدی قبل میرے جد امجد حضرت سید الصوفیہ مفتی ومحدثِ دکن سید شاہ احمد علی صوفی حسنی حسینی قادری علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی بے شمار تصانیف کے علاوہ تقریباً پچاس سال تک اپنی زیر ادارت شائع ہونے والے ماہنامہ "رسالۂ صوفی اعظم" میں متعدد دینی موضوعات پر اپنے پُر مغز مقالہ جات کی اشاعت کے ذریعہ ملت ومسلک کی عظیم علمی خدمت انجام دی ہے جنکا مطالعہ آج وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ چنانچہ والدی ومرشدی

حضرت علامہ قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری مدظلہ العالی صدر کل ہند جمعیۃ المشائخ نے ''فاتحہ اموات'' کے زیر عنوان رسالہ صوفی اعظم کے شمارہ جات سال ۱۳۵۵ ہجری میں شائع شدہ مضامین کی جمع و ترتیب اور تلخیص و تشریح کا کام بڑی عرق ریزی سے انجام دیا اور قرآنی آیات کے علاوہ تفسیر' حدیث' فقہ اور عقائد وغیرہ کی کوئی (۸۰) معتبر و مستند کتابوں کے حوالوں سے علمی و عقلی دلائل کے ذریعہ مسئلہ ایصال ثواب پر کئے جانے والے سب ہی اعتراضات کے ٹھوس جوابات دیئے ہیں۔

رسالہ ''فاتحہ اموات'' کی طباعت کے مصارف میں مولانا مرزا اعظم علی بیگ صاحب معینی نیازی ریٹائرڈ انجینیر بی ایچ ای ایل نے اپنے والد مولانا مرزا معین اللہ بیگ المعروف معین اللہ شاہ نیازی شمسی چشتی قادری مرحوم کیلئے اور مولانا سید شاہ انور علی واصف شمسی چشتی قادری سیول انجینیر نے اپنے والد مولانا سید شاہ نور علی چشتی قادری مرحوم کیلئے نیز فرزندانِ عبدالوہاب صاحب صوفیانی مرحوم مالک ہلال پن اسٹور گلزار حوض نے اپنے والدِ مرحوم کیلئے ایصالِ ثواب کی نیت سے اپنا اپنا مالی تعاون شریک فرمایا جسکے لئے سید الصوفیہ اکیڈمی بے حد ممنون ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ ان مرحومین کی قبروں میں نور کے بقعے اور رحمت کے اطباق نازل فرمائے اور فردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

قارئینِ کرام سے التماس ہے کہ کہیں کتابت میں سہو یا طباعت میں محو پایا جائے تو از راہ عفو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اسکا لحاظ رکھا جاسکے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَ نُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُخْتَارِ وَ عَلٰى اٰلِهِ الْاَطْهَارِ وَ اَصْحَابِهِ الْاَخْيَارِ اَجْمَعِيْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ فقط

مرقوم ۱۴؍ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ
م ۱۱؍ ڈسمبر ۲۰۰۰ء دوشنبہ
تصوف منزل قریب ہائیکورٹ۔
حیدرآباد۔ آندھراپردیش۔

معتمد سید الصوفیہ اکیڈمی
حافظ سید شاہ مرتضیٰ علی صوفی حیدر قادری
مولوی فاضل جامعہ نظامیہ
یم۔اے (گولڈ میڈلسٹ) ریسرچ اسکالر (عثمانیہ یونیورسٹی)

انسانی حیات۔ موت سے پہلے اور بعد

جسم انسانی کے چار مقامات : انسانی جسم کے رہنے کے چار مقامات ہیں
۱) شکم مادر ۲) دنیا ۳) برزخ ۴) دارالقرار جس کی تفصیل درج ذیل ہے
۱) شکم مادر : جسم انسانی کا پہلا گھر اسکی ماں کا شکم (رحم) ہوتا ہے جہاں پیدائش سے پہلے اسکی مرحلہ وار پرورش فرمائی جاتی ہے۔ چنانچہ خالق کردگار نے قرآن پاک میں شکم مادر کے اندر انسانی جسم کی تخلیق کے مختلف مراحل کا یوں ذکر فرمایا ہے۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۚ (مومنون۔ ۱۴) یعنی "ہم نے نطفہ (پانی کی بوند) کو علقہ (خون کا لوتھڑا) بنایا پھر عَلَقَه کو مُضغَه (گوشت کی بوٹی) بنایا پھر مُضغَه کو عِظٰماً (ہڈیاں) پھر ان ہڈیوں کو لَحْمًا (گوشت) پہنادیا پھر (روح پھونک کر) ہم نے اسے دوسری مخلوق کا روپ بخشا۔

۲) دنیا : اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقررہ ساعت میں انسان شکم مادر سے اس دنیا یا عالم مثال میں پیدا ہوتا ہے جو جسم انسانی کا دوسرا گھر ہوتا ہے۔ دنیاوی زندگی کمسنی، جوانی، ادھیڑ پن اور بڑھاپے کے مراحل سے گزر سکتی ہے یا ان میں سے کسی ایک مرحلہ میں ہی اسکی زندگی کی معیاد ختم ہوتی ہے تو بموجب ارشاد الٰہی ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ (مومنون۔ ۱۵) یعنی اس کے بعد تم سب ضرور مرنے والے ہو۔

۳) برزخ : اسی سورۂ مومنوان کی آیت (۱۶) ہے ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ یعنی پھر تم سب قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔ موت کے بعد قیامت کے دن تک جسم انسانی کا گھر برزخ کہلاتا ہے جیساکہ ارشاد ربانی ہے وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (مومنون۔ ۱۰۰) یعنی اور ان کے آگے ایک برزخ (آڑ) ہے اس دن تک جب وہ دوبارہ زندہ کئے جائینگے۔

دراصل دو چیزوں کے درمیان آڑ یا رکاوٹ ہو تو اسے برزخ کہتے ہیں۔ یہاں برزخ سے مراد موت اور قیامت کا درمیانی عرصہ ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد قبر ہے (ضیاء القرآن)

نوٹ : اگر جسم کی تدفین قبر میں نہ ہو سکی بلکہ حادثہ کے طور پر جسم آگ میں جل گیا یا پانی میں غرق ہو کر مچھلیوں کی غذا بن گیا یا درندے نے پھاڑ کھایا تو ایسی صورت میں بھی حق تعالیٰ قیامت کے دن اسکے جسم کے جملہ ذرات کو اپنی قدرت سے یکجا کر کے زندہ اٹھائے گا جو قرآن سے خود ثابت ہے۔

۴) دار القرار : آٹھ بہشتوں میں سے ایک بہشت یعنی جنت کے آٹھ باغوں میں سے ایک باغ جو جنتی انسانوں کے لئے جسموں کے رہنے کا آخری مقام ہے۔ (غیاث)

موت اٹل ہے : قرآن میں ارشاد ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (عنکبوت۔ ۵۷) یعنی ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ جسم سے روح کے جدا ہونے کا نام موت ہے۔ ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہماری روح قبض کرنے پر مامور فرمایا ہے جسکے وقت و مقام سے انھیں واقف فرمادیا گیا ہے۔ اس سے ایک لمحہ آگے ہوتا ہے نہ پیچھے۔

موت کی سختی : ۱) رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے کہ موت کے درد اور گلے میں رکنے کی تکلیف تلوار کی تین سو چوٹ کے برابر ہے۔ اگر موت کا ایک قطرہ تمام دنیا کی پہاڑیوں پر ڈال دیا جائے تو پہاڑ گل جائیں۔

۲) حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا کہ موت ایسی ہے جیسے گرم سیخ کو کچی روئی میں رکھ کر کھینچ لیا جائے۔

۳) حضرت اوزاعی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ مردے کو مرنے کا درد' قبر سے دوبارہ اٹھنے تک رہا کرتا ہے۔

۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ موت کے وقت اپنے نفس کو ایسا پایا جیسا کہ زندہ چڑیا کو دیگچی میں چھوڑ دیں تو وہ نہ مرتی ہے اور نہ اڑ کر جا سکتی ہے یا جسطرح زندہ بکری کی کھال قصاب کے ہاتھ سے چھیلی جائے۔ (مذاق العارفین)

۵) حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے موت سے متعلق پوچھنے پر فرمایا "بیری کے درخت کی شاخ ہر رگ سے لگ گئی اور پھر اسکو کوئی کھینچے یہ موت کی آسان تر تکلیف ہے۔"

٦) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ موت دنیا و آخرت کی سب تکلیفوں سے زیادہ سخت ہے۔ وہ دیگ میں پکا دینے، جسم پر آرے کے چل جانے اور قینچیوں سے کتر دینے سے زیادہ سخت ہے۔ (طی)

موت اور قبر کا حال سب کیلئے یکساں نہیں : اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہر ایک کو موت کا مزا چکھنا اور اس دار فانی سے کوچ کرنا ہے لیکن جس طرح دنیا میں ہر انسان کی زندگی یکساں نہیں ہوتی اسی طرح ہر انسان کی موت بھی یکساں نہیں ہوتی۔ اللہ والوں کے لئے موت موجب راحت و رحمت ہوتی ہے اور خدا و رسول کے نافرمانوں کیلئے موت سخت تکلیف دہ اور شدید ہوتی ہے۔

اور جس طرح دنیا میں ہر انسان کا گھر ایک جیسا نہیں ہوا کرتا اسی طرح مرنے کے بعد ہر ایک کی قبر کا حال بھی یکساں نہیں ہوتا چنانچہ حضور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ کسی کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور کسی کی قبر جہنم کے گڈھوں میں سے ایک گڈھا ہے (مشکوٰۃ)

نیک بندے کی موت : ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ اپنے کسی نیک و محبوب بندے کی وفات کے وقت ملک الموت کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ میرے دوست کے پاس جاؤ اور اسے لے آ۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے دنیا کے غموں سے نجات بخشدوں کیونکہ رنج و راحت دونوں کی آزمائش میں اسے میں نے اپنی رضا کے مطابق پایا۔ چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام

پانچ سو خوب صورت چہروں والے فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس نیک بندے کے پاس آتے ہیں اور اپنے ساتھ جنتی خوشبودار کفن اور مہکتے ہوئے رنگ برنگ پھولوں کی شاخیں نیز مشک سے معطر سفید ریشم لاتے ہیں اور قبض روح سے قبل سب اس بندے کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ ہر فرشتہ اپنا ہاتھ اسکے ایک عضو پر رکھ لیتا ہے اور مشک میں بسا ہوا ریشم اسکی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر کھلے ہوئے دروازہ جنت کی طرف اسکا رخ کر دیتا ہے۔ وہ نیک بندہ کبھی اپنی جنتی ازواج کی طرف کبھی پوشاک کی طرف اور کبھی پھولوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس پر ملک الموت ماں سے زیادہ شفقت سے پیش آتے ہیں اور اسکی روح اس قدر نرمی کے ساتھ نکالی جاتی ہے جس طرح کہ آٹے میں سے بال۔ اس وقت زمین کے وہ حصے رونے لگتے ہیں جن پر یہ نیک بندہ عبادت کیا کرتا تھا۔ نیز ہر وہ آسمانی دروازہ جس سے اسکی نیکیاں اوپر جاتی تھیں اور جس دروازے سے اس پر رزق نازل ہوتا تھا وہ بھی چالیس دن تک روتے رہتے ہیں۔ روح قبض ہوتے ہی وہ پانچ سو فرشتے فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کے کفن پہنانے سے پہلے یہ فرشتے اس میت کو کفن پہنا دیتے ہیں۔ کسی کی خوشبو لگانے سے پہلے فرشتے اسے خوشبو لگا دیتے ہیں۔ پھر اسکے گھر سے لیکر قبر تک فرشتے دونوں طرف قطاروں میں کھڑے ہو کر اسکے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (شرح الصدور)

مشکوٰۃ کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ملک الموت علیہ السلام اپنے نرم و شیریں لہجے میں قبض روح کے وقت فرماتے ہیں۔ ”نکل اے پاک جان جو پاک بدن میں تھی نکل، تو قابل تعریف ہے اور تو راحت و خوشبو اور اس رب کی بشارت حاصل کر جو تجھ سے کبھی ناراض نہیں ہوگا۔“ پھر فرشتوں کی مقدس جماعت اس کی روح کو جنتی کفن میں لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوتی ہے اور اسکے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ملائکہ کی جماعت یہ کہتے ہوئے اس پاک روح کا استقبال کرتی ہے۔ ”خوش آمدید! اے پاک جان جو پاک بدن میں تھی داخل ہو جا تو قابل تعریف ہے اور تجھ کو راحت و ریحان کی اور اس رب کے دیدار کی بشارت دی جاتی ہے جو تجھ پر کبھی ناراض نہ ہوگا“ پھر اسی کی گونج میں یہ مبارک روح بارگاہ ایزدی میں باریاب ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

روحِ مصطفیٰ قبض کیئے جانے کا حال : یہ تو امت مصطفیٰ کے نیک بندوں اور اولیاء اللہ کی ارواح کے قبض کرنے کا اہتمام واستقبال ہے تو پھر تاجدار امت ﷺ کے وصال واستقبال کی کیفیت کیا ہو گی ؟ چنانچہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وصال نبوی سے قبل جبرئیل علیہ السلام مزاج پرسی کیلئے خدمت اقدس میں حاضر ہوے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں بے چین اور مغموم ہوں اتنے میں عزرائیل علیہ السلام بھی پہنچے جن کا تعارف کراتے ہوے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ ملک الموت ہیں جو حاضری کی اجازت طلب کرتے ہیں۔آپ ﷺ سے پہلے انھوں نے کسی سے ایسی اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی سے اجازت چاہیں گے۔آپ ﷺ نے اجازت عطا فرمادی۔ ملک الموت حاضر ہوے اور عرض کرنے لگے کہ حق تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں آپ ﷺ کی فرمانبرداری بجالاؤں لہٰذا اگر آپ ﷺ فرمائیں تو آپ کی روح قبض کرلوں اگر آپ نہ چاہیں تو قبض نہ کروں۔آپ ﷺ نے پوچھا اے ملک الموت کیا تم اس پر مامور ہو تو جواب دیا ہاں یارسول اللہ ﷺ، حق تعالیٰ آپ ﷺ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا ملک الموت تم ! اللہ عزوجل کا حکم بجالاؤ۔ چنانچہ انھوں نے آپ ﷺ کی روح قبض کرلی۔(شرح الصدور)

حیات النبی : ۱) قانون فطرت کے مطابق ایک نبی کی روح جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے جسکی بنا پر ان کا کفن دفن وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے مگر ان کی روح انکے جسم کی پرورش اور تصرف کرتی رہتی ہے۔ اسی لئے انکے جسم گلتے نہیں اور زائرین کو پہچانتے، ان سے سلام سنتے، ان کی فریاد رسی اور مشکل کشائی کرتے ہیں۔(نورالعرفان)

۲) نبی کے جسم سے روح صرف ایک آن کیلئے علیحدہ ہوتی ہے پھر انکی حیات باقی رہتی ہے اور انکے جسم بے جان نہیں ہونے پاتے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں ان پر بہت سے زندگی کے احکام جاری رہتے ہیں۔ مثلاً میراث کا تقسیم نہ ہونا اوران کی ازواج کا دوسروں سے نکاح

نہ کرنا وغیرہ۔

۳) قرآن نے ایک شہید کو "بَلْ اَحْیَآءٌ" کی سند دیکر زندہ قرار دیا ہے۔ پھر ایک نبی کا درجہ اور مرتبہ تو ایک شہید سے بڑا اور بلند ہوتا ہے۔ لہٰذا نبی کا بھی زندہ رہنا تو بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا۔

۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی مروی ہے اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ (شرح الصدور۔ جذب القلوب) یعنی انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ شب معراج میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مشاہدہ کے بعد فرمایا کہ "میں نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا"۔ (حجۃ اللہ العالمین)

سوءِ خاتمہ کے اسباب: حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خاتمہ کے لحاظ سے نیک وبد کا حکم لگایا جائے گا یعنی اگر خاتمہ اچھا ہو تو خیر گذری اور اگر خدانخواستہ خاتمہ برا ہوا تو مشکل ہے اللہ تعالیٰ بچائے۔

خاتمہ بالخیر نہ ہونے کا ایک سبب ماں باپ کی ناراضی ہے۔ والدہ کی رضامندی خاتمہ بالخیر ہونے کا سبب ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علقمہ نامی ایک نوجوان جب حالت نزع میں تھا' اسے کلمہ تلقین کیا گیا تو نہ کہہ سکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا کہہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔" اس نے کہا مجھ سے کہا نہیں جاتا۔ فرمایا "کیوں" تو کہا میں اپنی ماں کو ستاتا تھا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی ناراض ماں کو بلا کر فرمایا "ایک عظیم الشان آگ بھڑکائی جائے گی اور اگر تو اپنے بیٹے کی شفاعت نہ کرے تو ہم اسکو جلادیں دے۔" ماں نے کہا "الٰہی میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ کرتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں۔" اسکے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوان سے فرمایا کہ اے لڑکے اب کہہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ' اس جوان نے کلمہ پڑھا اور انتقال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شکر ہے اس خدا تعالیٰ کا جس نے اسکو میرے وسیلے دوزخ سے بچا لیا۔ (طبرانی۔ بیہقی۔ طی الفراسخ)

۲) خاتمہ براہونے کاایک سبب پڑوسیوں کی ناراضی بھی ہے۔عمر بن حمق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جبکہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اسکو مرنے کے پہلے نیک عمل کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اسکے پڑوسی اس سے راضی ہوتے ہیں۔(احمد۔حاکم)

۳) خاتمہ براہونے کے چار سبب ہیں۔ایک تو نماز کو ہلکی سمجھنا۔دوسرا مسلمانوں کو اذیت پہنچانا۔ تیسرا شراب پینا۔چوتھا ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔(طی)

۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اکثر چار باتوں کے سبب موت کے وقت بندے سے ایمان کھینچ لیا جاتا ہے۔ایک تو اسلام نصیب ہونے پر شکر ادا نہ کرنا۔دوسرے اسلام کے جانے پر خوف نہ کرنا۔ تیسرا مسلمانوں پر ظلم کرنا اور چوتھا ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔(طی)

نیک بندہ کی قبر : میت کی تدفین کے بعد جب لوگ واپس ہو جاتے ہیں تو قبر کے اندر اسکے پاس کالے رنگ والے نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں جن میں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔یہ دونوں فرشتے میت کو قبر میں بٹھا کر تین سوال کرتے ہیں۔

۱) مَنْ رَّبُّكَ یعنی تیرا رب کون ہے ؟ ۲) مَا دِيْنُكَ یعنی تیرا دین کیا ہے ؟
۳) مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِيْكُمْ یعنی یہ شخصیت (نبی کریم ﷺ) کون ہے جو تمہارے طرف بھیجی گئی ہے۔ نیک مسلمان کی طرف سے ان تینوں سوالوں کے علی الترتیب صحیح جوابات اسطرح ہونگے کہ ۱) میرا رب اللہ ہے ۲) میرا دین اسلام ہے ۳) یہ شخصیت اللہ کے رسول کی ہے۔اس وقت آسمان سے ایک پکارنے والا فرشتہ خدا کی طرف سے اسطرح ندا کریگا ''میرے بندے نے سچ کہا۔لہٰذا اے فرشتو! تم اسکی قبر میں جنتی بستر بچھاؤ' اسے جنتی لباس پہناؤ۔اس کی قبر میں جنت کی جانب ایک دروازہ کھول دو جس کے سبب قبر میں بہشتی ہوا اور جنتی خوشبو آنے لگتی ہے۔اس کی قبر اس حد تک وسیع یعنی طویل و عریض کردی جاتی ہے جہاں تک اسکی نگاہ جاتی ہے۔(مشکوٰۃ)

فرشتے یہ بھی کہتے ہیں کہ اے میت ! تو اس طرح سو جا جس طرح دلہن سوتی ہے کہ دلہن کو صرف وہی جگا سکتا ہے جو اسکے گھر والوں میں سب سے بڑھکر اسکا محبوب ہو یعنی اسکا دلھا۔ (ترمذی)

ارشاد نبوی ہے ملک الموت اس نیک بندے کی روح کو آسمان پر پہنچاتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ہمراہ اس روح کا استقبال کرتے ہیں جن میں سے ہر فرشتہ بشارت دیتا ہے۔ بالآخر بارگاہ ربانی میں باریاب ہوتے ہی وہ روح سجدہ ریز ہوتی ہے اور رب تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے۔ میرے اس بندے کی روح کو لے کر سرسبز و شاداب درختوں اور بہتے ہوئے پانی میں رکھدو۔ (شرح الصدور)

نافرمان بندے کی قبر : اللہ تعالیٰ کے نافرمان' کافر یا منافق بندے سے جب نکیرین مذکورہ بالا تینوں سوالات کرتے ہیں تو وہ ہر سوال کے جواب میں کہتا ہے "ہائے ہائے افسوس میں کچھ نہیں جانتا۔" میت کے اس جواب کو سن کر آسمان سے ایک منادی اللہ کی جانب سے یوں پکارتا ہے کہ "اے فرشتو ! یہ جھوٹا ہے۔ لہٰذا اسکی قبر میں جہنمی بستر بچھاؤ۔ اسکی قبر میں جہنم کی جانب ایک دروازہ کھولدو۔ چنانچہ جہنم سے گرمی اور لو آنے لگتی ہے اور اسکی قبر اسقدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی دائیں پسلیاں بائیں طرف اور بائیں پسلیاں دائیں طرف ہو جاتی ہیں۔ (مشکوٰۃ)

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ اب اس پر (۷۷) دروازے جہنم کے کھول دیئے جاتے ہیں جن سے گرم ترین زہریلی ہوا آتی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح جاری رہتا ہے۔ (شرح الصدور)

عذابِ قبر : قبر کا عذاب ایک حقیقت ہے جو قرآنی آیات اور احادیث شریفہ سے ثابت ہے۔ مثلاً ۱) وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ (انفال۔۵۰) یعنی (اور آگ کا عذاب چکھو) اس سے معلوم ہوا کہ قبر (حالت برزخ) میں بھی آگ کا عذاب ہوگا۔

۲) اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا (مومن۔۴۶) یعنی

(آگ جس پر صبح وشام پیش کیئے جاتے ہیں) اس طرح کہ قبروں میں دوزخ کی گرمی تو ہر وقت رہی ہے مگر قیامت تک آگ صبح وشام پیش کی جاتی رہے گی۔ قبر سے مراد برزخ ہے اس سے پتہ چلا کہ عذاب قبر برحق ہے۔

۳) اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا (نوح۔ ۲۵) (یعنی ڈبوئے گئے پھر آگ میں داخل کیئے گئے) اس سے معلوم ہوا کہ قوم نوح پانی میں ڈبوئی گئی پھر پانی سے آگ میں پہنچائی گئی اسطرح کہ انکے جسم طوفان نوح میں رہے اور انکی روحیں دوزخ میں۔ قیامت کے بعد انکے جسم بھی دوزخ میں ہونگے جو عذاب قبر کا ثبوت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب قبر دفن ہونے پر موقوف نہیں۔ مردے کا جسم کہیں بھی ہو جلے یا ڈوبے عذاب قبر ہوگا کہ قوم نوح پانی میں ڈوب کر بھی عذاب قبر میں گرفتار ہوی (نور العرفان)

۴) عذابِ قبر کا ثبوت متعدد احادیث سے بھی ملتا ہے۔ بطور نمونہ ایک حدیث شریف درج ذیل ہے۔ حضور سید المرسلین ﷺ کا گذر دو قبروں پر ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کو انکے گناہ کبیرہ کے سبب عذاب قبر ہو رہا ہے۔ ان میں ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے کھجور کی ایک سبز شاخ منگوائی اسکے دو حصے فرمائے اور ہر ایک کی قبر پر ایک ایک شاخ کے حصہ کو نصب فرمادیا اور ارشاد فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہونگی انکے عذاب میں تخفیف رہے گی یعنی ہری بھری شاخ اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے جس سے صاحب قبر کو نفع پہنچے گا۔ (بخاری۔ مشکوۃ)

عذابِ قبر کے اسباب : مجمل عذابِ قبر کے تین اسباب ہیں ۱) اللہ کو نہ پہچاننا ۲) اللہ کے احکام ضائع کرنا ۳) گناہوں میں مرتکب ہونا۔

ذیل میں ایسے گناہوں کی مختصر تفصیل دی جاتی ہے جن کے باعث قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے بچائے رکھے آمین۔

پیشاب سے احتیاط نہ کرنا۔ غیبت۔ چغلخوری۔ بے وضو نماز پڑھنا۔ مظلوم کی مدد نہ کرنا۔ نماز تاخیر سے پڑھنا۔ کسی کی بات کو چھپ کر سننا اور اسکو افشاء کرنا۔ غسل جنابت نہ کرنا۔ زنا۔ چوری۔ سیندھی شراب اور بھنگ وغیرہ نشہ آور اشیاء پینا یا کھانا۔ ماں باپ سے بے ادبی کرنا۔ تکبر سے چلنا۔ غلہ میں جو کے تنکے ملا کر فروخت کرنا۔ سود خوری۔ زکوٰۃ نہ دینا۔ یتیم کا مال کھانا۔ جھوٹی گواہی دینا۔ پارسا پر جھوٹی تہمت زنا کی لگانا۔ رشوت کھانا۔ اپنی رائے کو سنت پر مقدم کرنا۔ نوحہ کرنا یا سننا۔ سلف (بزرگوں) پر طعن کرنا۔ مسکین بیوہ پر رحم نہ کرنا۔ اپنے عیب چھوڑ کر لوگوں کے عیوب نکالنے میں مشغول ہونا۔ اپنے گناہ نہ دیکھنا اور دوسروں کے گناہوں کی نشان دہی میں مصروف رہنا۔ مسجد میں ہنسنا۔ (طی الفراسخ)

عذابِ قبر سے بچانے والی باتیں : ۱) مسجد میں ہنسنے والے کی قبر میں جہاں اندھیرا ہوتا ہے وہیں اندھیری راتوں میں نفل دو رکعت نماز پڑھنے سے قبر کی تاریکی اور اندھیرا دفع ہوتا ہے۔

۲) روزانہ سو (۱۰۰) بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ پڑھنے سے بھی قبر کی تاریکی اور اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔

۳) قبر کا عذاب دور ہونے یا اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے دیگر اسباب یہ بھی ہیں

(i) سجدہ دیر تک کرنا (ii) سورۂ یٰسین اور سورۂ تبارک کی تلاوت کرنا۔

(iii) سوتے وقت سورۂ الم تنزیل سجدہ پڑھنے کی بدولت ایک پرندہ قبر میں شفاعت کریگا

(iv) شبِ جمعہ بعد نماز مغرب دو رکعت ادا کرنا جسکی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۂ زلزال پندرہ بار پڑھنا۔

(v) رمضان شریف کے مہینہ میں مرنا۔ (vi) جمعہ کے دن یا شب جمعہ مرنا۔

(vii) قبل بلوغ مرنا۔ (viii) والدین کے ساتھ احسان کرنا۔

(ix) ہمیشہ باوضو رہنا۔ (x) اللہ کا ذکر کرتے رہنا۔

حیاتِ اموات : معتزلہ اور خارجیہ نام کے گمراہ اور بد عقیدہ فرقوں کا خیال تھا کہ مرنے کے بعد نہ میزان ہے اور نہ حساب کتاب ہے نیز مردے بالکل بے خبر ہیں۔

لیکن اہل سنت والجماعت کا راسخ عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد حساب اور میزان ضرور ہوگا اور مردے مرنے کے بعد بے خبر ہرگز نہیں ہوتے جنکی تصدیق حیات اموات سے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ذیل کے ذریعہ ہوتی ہے۔

۱) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت اپنے نہلانے والے کفنانے والے اور اسے قبر میں اتارنے والے کو پہچانتی ہے۔

۲) یہ بھی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ قبر پر جو بھی پرندہ بیٹھتا ہے تو قبر والا اسکو پہچانتا ہے کہ وہ پرندہ نر ہے یا مادہ ہے اور وہ کس رنگ کا ہے۔

۳) یہ بھی فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ تم اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو۔ میت برے پڑوسی سے اسی طرح ایذا پاتی ہے جس طرح ایک زندہ شخص اپنے برے پڑوسی سے ایذا پاتا ہے۔ اسی واسطے فقہا فرماتے ہیں کہ قبر کی زیارت کیلئے زائر پائین کی طرف سے آئے۔ ورنہ سرہانے کی جانب سے آئیگا تو میت کی آنکھ کو تکان ہوگی۔

(طی الفراسخ۔ فتاویٰ عالمگیری۔ غرائب)

۴) سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اطہر کی زیارت کیلئے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر سے چادر اوڑھ کر آیا کرتی تھیں اور روضۂ اقدس میں داخل ہوتے وقت چادر اتار کر باہر رکھ دیتی تھیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد بھی بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہی دستور تھا لیکن جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حجرہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن ہوئے تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا روضۂ شریف کے اندر برقعہ پہنی ہوئی جاتی تھیں۔ دریافت پر فرمائیں کہ میں پہلے چادر اتار کر اسلئے جاتی تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں کو مجھے دیکھنا جائز تھا لیکن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ چونکہ غیر محرم ہیں اسلئے برقعہ کے ساتھ حجرہ میں جاتی ہوں کہ وہ مجھے نہ دیکھ سکیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ میت اپنی قبر سے دیکھتی اور سنتی ہے۔

۵) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ان شہیدوں کی زیارت کرے اور ان

پر سلام کہے تو یہ جواب دینگے چنانچہ خطاب ابن خالد مخزومی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان سنا اور شہدائے احد کی زیارت کو گیا۔ جب انھیں سلام کہا تو سب قبروں سے سلام کا جواب آنے لگا۔

۶) فاطمہ خزاعیہ کہتی ہیں کہ میں ایک دن صحرائے احد میں گئی جہاں مجھے سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر نظر آئی تو میں نے کہا۔ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ" تو آپ کی قبر سے آواز آئی "وَعَلَيْكِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ۔" (شمس التواریخ)

یہ سب تو نبی کریم ﷺ صدیق اکبر' فاروق اعظم اور شہدائے احد رضی اللہ عنہم کا حال تھا لیکن کفار مردوں کے شعور سماعت کا حال تک ایک حدیث بخاری شریف سے معلوم ہوتا ہے۔

کفار کے اموات بھی سنتے ہیں : غزوۂ بدر میں مسلمان مجاہدین کی جانب سے قتل کیئے جانے والے (۷۰) کفار و مشرکین تعداد میں زیادہ تھے اس لئے ان سب کو الگ الگ دفن کرنا ایک دشوار کام تھا اسلئے بحکم نبوی ﷺ ان لاشوں کو گھسیٹ کر جب بدر کے ایک گڈھے میں ڈال دیا گیا اور اوپر سے مٹی ڈال دی گئی تو حضور سرور عالم ﷺ نے اس گڈھے کے کنارے کھڑے ہو کر عتبہ' شیبہ وغیرہ مقتول کافروں کا نام لے لے کر پکارا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تم لوگوں نے اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا؟ البتہ ہم نے تو اپنے رب کے وعدہ کو بالکل ٹھیک اور سچا پایا۔ اس موقع پر وہاں کھڑے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس پر بڑا تعجب ہوا تو عرض کی کہ یا رسول اللہ ! کیا آپ ﷺ ان بے روح کے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں تو حضور ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اے عمر ! قسم خدا کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم (زندہ لوگ) میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سن سکتے۔ لیکن اتنی بات ہے کہ یہ مردے جواب نہیں دے سکتے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث بخاری سے یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ جب کفار و مشرکین مرنے کے بعد زندوں کی بات سنتے ہیں تو پھر مومنین خصوصاً اولیاء' شہداء' انبیا علیہم السلام بھی اپنی اپنی وفات کے بعد یقیناً ہم زندوں کا سلام و کلام اور ہماری فریادیں اور عرضی سنتے ہیں۔

پھر اسی کی روشنی میں ان برگزیدہ ہستیوں کو انکی وفات کے بعد پکارنا بھلا کیوں جائز اور درست نہ ہوگا۔ اسلئے حضور اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں تشریف لے جاتے تو قبروں کی طرف اپنا رخ کرکے فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُاللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثْرِ (مشکوۃ)

برزخی زندگی کا امن و اطمینان : انسانی فطرت ہے کہ وہ عارضی چند روزہ دنیاوی زندگی میں راحت وآسائش اور عیش وآرام سے گذارنے کیلئے ہمیشہ کوشاں رہتا ہے تو پھر قیامت تک طویل برزخی زندگی میں بھی امن واطمینان اور سکون وچین سے رہنے کیلئے کس کی آرزو نہ ہوگی جسکی تکمیل پہلے تو ایمان پھر اسکے بعد دنیاوی زندگی میں خود کی عبادت و نیک عمل کے ذریعہ یا پھر مرنے کے بعد دوسروں کی دعائے مغفرت کے وسیلہ ہی ممکن ہے۔

انسانی تخلیق کا مقصد عبادت ہے : حق سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (ذاریات۔۵۶) یعنی "اور میں نے جن اور انسانوں کو میری عبادت کیلئے ہی پیدا فرمایا۔"

عبادت سے مراد خالق کردگار کی بندگی ہے یعنی نہ صرف بارگاہ رب العزت میں اپنا سر نیاز جھکا دینا بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں اپنا قدم خدا اور سول کی رضا و خوشنودی میں اٹھانا ہے جو ہر نیک عمل کو اپنانے اور ہر برے کام سے بچنے میں مضمر ہے۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کے استفسار پر فرمایا سب سے بہتر وہ ہے جسکی عمر لمبی اور عمل نیک ہو اور اسیطرح سب سے برا وہ ہے جسکی عمر لمبی اور عمل برا ہو۔

جب مسلمان کے گھر بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسکے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر سنائی جاتی ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اے دنیا میں قدم رکھنے والے نووارد ! تیری اذان بھی ہو چکی اور تیری تکبیر بھی پڑھی جاچکی۔ اب جماعت تیار ہے جو کچھ وقفہ کے بعد پوری ہو جائیگی۔ یعنی تیری چند روزہ زندگی بھی بہت جلد ختم ہو جائیگی۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت میں میت پر نماز جنازہ پڑھتے وقت نہ تو اذان دی جاتی ہے اور نہ ہی تکبیر

پڑھی جاتی ہے کیونکہ یہ دونوں تو پہلے ہی اسکی پیدائش کے وقت ادا کیۓ جا چکے ہیں۔
نوٹ : جسم علی الترتیب اپنی ماں کے شکم میں پھر اس دنیائے فانی میں اور بالآخر قبر میں رہتا ہے لیکن عبادت کے تقاضوں کیلیۓ بندہ مومن شکم مادر میں مکلّف نہیں ہوتا حتی کہ اس خاکدان گیتی میں پیدا ہونے کے بعد بھی سن شعور وبلوغ تک پہنچنے کے بعد ہی اس پر عبادت کی شرعی پابندی اور دینی فرائض عائد ہوتے ہیں جو تادم آخر برقرار اور جاری رہتے ہیں۔

عبادت تین قسم کی ہے : عبادت کی حسب ذیل تین قسمیں ہیں۔

۱) **بدنی عبادت** : ایک مسلمان زبان اور دیگر اعضاء وجوارح سے جو عبادت کرتا ہے اسکو عبادت بدنی کہتے ہیں جیسے نماز ' روزہ ' قرآن خوانی ' دعا اور استغفار۔

۲) **مالی عبادت** : ایسی عبادت جس میں مال صرف ہو اسکو عبادت مالی کہتے ہیں جیسے راہ خدا میں زکوٰۃ یا خیرات وصدقات کے ذریعہ روپیہ پیسہ خرچ کرنا یا دودھ ' پانی ' قورمہ روٹی اور کھانا کھلانا پلانا۔

۳) **بدنی ومالی** : دونوں سے مرکب عبادت ایسی عبادت جس کا تعلق بدن اور مال دونوں سے ہو جیسے حج بیت اللہ ادا کرنا کہ اس میں مال بھی خرچ ہوتا ہے اور مکہ معظّمہ حاضر ہو کر جسمانی طور پر حج کے ارکان ومناسک ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

ایصالِ ثواب : عبادت کی یہ تینوں قسمیں بہ نص واعتبار یعنی قرآن وحدیث کے شرعی دلائل سے ثابت ہیں اور اہل سنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ ان سب قسم کی عبادتوں کا ثواب زندوں اور اموات کو پہنچتا ہے اور مردوں کو ایسی عبادات سے نفع ہوتا ہے بلکہ تمام مومنین ومومنات میں سے ہر ایک کو اسی قدر ثواب پہنچتا ہے جس قدر ایک کو ثواب پہنچا۔ اس عبادت کا ثواب دوسروں کو پہنچانے کے عمل کو عرف عام میں "ایصال ثواب" کہا جاتا ہے چنانچہ عقائد اہل سنت والجماعت حنفی کی مستند مسلمہ کتاب "عقائد نسفی" میں ہے زندوں کا مردوں کیلیۓ دعا کرنا یا صدقہ وخیرات کرنا مردوں کے لئے نفع کا باعث ہے۔

ایصالِ ثواب کا ثبوت قرآن سے

۱ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ (حشر۔۱۰)

یعنی اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے وہ یوں دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخشدے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے، جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزر چکے۔

یعنی جو مومن ہوتے ہیں وہ اپنے سابقہ فوت شدہ مومن بھائیوں کیلئے دعاء خیر کرتے ہیں ' اوراس دعاء بخشش میں اموات بھی شامل ہیں۔ لہٰذا اگر اس دعاء سے ان مردوں کو نفع نہ ہوتا جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسکو بعد میں آنے والے مومن کے حق میں بطور تعریف واستحسان بیان نہ فرماتا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "دعاء عبادت ہے۔ (ابو داؤد)" نیز یہ بھی فرمایا کہ "دعاء عبادت کا مغز ہے" اور معتزلہ اس کے خلاف ہیں۔ (کنز العمال)"۔ لہٰذا مذکورہ بالا سورہ حشر کی قرآنی آیت میں دعاء عبادت ہے جس سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ورنہ اموات کے لئے بخشش کی دعاء کرنا لغو اور فضول قرار پائے گا۔ اسطرح یہ ثابت ہوا کہ ایک زندہ مسلمان کی جانب سے مردہ مسلمان کیلئے بخشش کی دعا کرنا اموات کی بخشائش اور رفعِ درجات کا موجب ہے۔ اسکے علاوہ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر دعائے بخشش کے الفاظ موجود ہیں۔

چنانچہ امام جلال الدین سیوطیؒ نے فرمایا کہ "اس امر پر بہت سے علماء نے اجماع نقل کیا ہے کہ بیشک دعاء میت کو نفع دیتی ہے اور اسکی دلیل قرآن شریف کی یہی آیت ہے۔
(شرح الصدور)

۲ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراھیم۔۴۱)

یعنی اے ہمارے پروردگار! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو بخشدے جس دن حساب قائم ہو۔

یہ دعا حضرت ابراھیم علیہ السلام نے مانگی تھی جس میں ماں باپ سے مراد حضرت ابراھیم علیہ السلام کے سگے والد تارخ اور آپکی والدہ متلی بنت نمر ہیں یہ دونوں مومن

تھے۔ البتہ آذر آپکا "اب" (دور کا چچا) تھا۔ آپ کی دعاء کی شکل میں عبادت سے آپکے ماںباپ اور مسلمانوں کو تا قیامت نفع ضرور ہوگا ورنہ آپکا یہ دعا مانگنا فضول ٹھہرے گا۔

٣ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا (اسرا۔ ٢٤) "یعنی اے میرے رب! تو ان دونوں (ماں باپ) پر رحم فرما۔" جیسا کہ اس آیت شریفہ میں ماںباپ کی زندگی میں اور انکی وفات کے بعد دعاء کرنے کی تربیت فرمائی گئی۔ اگر انسان کا عمل دوسرے کیلئے فائدہ بخش نہ ہوتا تو پھر اولاد کی دعاء والدین کے حق میں بے فائدہ قرار پاتی۔

٤۔ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ج رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْماً فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ (مومن۔ ٧)
یعنی وہ ملائکہ جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے گرداگرد ہیں اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے اور مومنوں کیلئے مغفرت کی دعا مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ! تیری رحمت اور تیرا علم سب چیزوں پر حاوی ہے اور جنھوں نے توبہ کی اور جو تیری راہ پر چلے انھیں بخشدے اور انھیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اس آیت کریمہ سے بھی مغفرت طلب کرنے کا جواز ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ دعاء مومنوں کیلئے نفع بخش ہے۔

٥ رَبِّ اغْفِرْ لِىْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِىَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (نوح۔ ٢٨) یعنی اے میرے پروردگار! مجھ کو اور میرے ماںباپ کو اور جو شخص ایمان لاکر میرے گھر میں آیا اسکو اور تمام مومنین و مومنات کو بخشدے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی یہ دعا قیامت تک تمام مومنین و مومنات کے حق میں ہے خواہ زندہ ہوں یا مردہ اسلیئے ضحاک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی خیر امت کے مومنین و مومنات بھی نوح علیہ السلام کی اس دعا میں شامل ہیں۔

بہر حال مذکورہ بالا قرآنی آیات کے ذریعہ زندوں کی دعاء اموات کیلئے، پیغمبروں کی دعا اگلی پچھلی امتوں کے لئے اور فرشتوں کی دعا اہل زمین کیلئے اس قدر متعدد طریقوں

سے تلقین فرمائی گئی ہے کہ اسکے بعد کسی صاحب عقل و فہم کیلئے کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

ایصالِ ثواب کا ثبوت احادیث سے

ایصال ثواب اور دعاء اموات کے ثبوت میں متعدد احادیث شریفہ ملتی ہیں۔ جو بدنی، مالی اور ان دونوں سے مرکب عبادات کی سرخیوں کے تحت مندرجہ ذیل ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

بدنی عبادات کے ایصالِ ثواب کی احادیث : ۱) جب تم میت پر نماز پڑھ چکو تو اسکے بعد خاص کر میت کیلئے دعا مانگو۔ (ابن ماجہ۔ ابو داؤد۔ مشکوٰۃ)

۲) قبر میں مردہ کی حالت ایک ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے جو اس کا انتظار کرتا ہے کہ والدین، بھائی یا دوست احباب کی طرف سے اسکو دعا پہنچے۔ جب اس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو وہ اسکو دنیا و مافیھا سے محبوب تر ہوتی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعاء سے اہل قبور کو پہاڑوں کی مثل اجر و رحمت عطا فرماتا ہے اور بیشک زندوں کا تحفہ مردوں کیلئے یہی ہے کہ انکے لئے بخشش کی دعا مانگی جائے (مشکوٰۃ)

۳) اللہ تعالیٰ جنت میں اپنے ایک نیک بندے کا درجہ بلند فرمائیگا تو وہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب ! یہ میرا درجہ کس طرح بلند ہوا؟ ارشاد ربانی ہوگا کہ تیرے بیٹے نے جو تیرے لئے دعائے بخشش کی یہ اسی کے سبب ہے۔ (مشکوٰۃ)

۴) قیامت کے دن انسان کیلئے پہاڑوں جیسی نیکیاں ہونگی تو وہ کہے گا کہ یہ کہاں سے آئیں۔ تو فرمایا جائے گا کہ یہ تیری اولاد کی طرف سے تیرے لئے کی گئی دعائے بخشش کی بدولت ہے (شرح الصدور۔ ادب مفرد بخاری)

۵) جس نے اپنے والدین کی قبروں کی یا دونوں میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ زیارت کی تو اسکے گناہ بخشد یئے جائیں گے اور وہ نیکوکار لکھا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

۶) جس مسلمان کی نماز جنازہ پر مسلمانوں کی تین صفیں ہو جائیں اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

۷) جس مسلمان کی نماز جنازہ ایسے چالیس مسلمان ملکر ادا کریں جنھوں نے شرک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ انکی شفاعت میت کے حق میں قبول فرماتا ہے یعنی بخش دیتا ہے۔ (ابو داؤد)

۸) میری امت امت مرحومہ ہے وہ اپنی قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہو گی اور اپنی قبروں سے ایسی نکلے گی کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کے سبب اسکو گناہوں سے پاک وصاف کر دے گا۔ (طبرانی اوسط۔ شرح الصدور)

۹) تم اپنی زیارت قبور کو قبر والوں کیلئے دعا اور استغفار کا سبب بناؤ۔ (طبرانی)

۱۰) جس نے گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشا تو مردوں کی تعداد کے برابر اس پڑھنے والے کو ثواب ملے گا۔ (دار قطنی۔ شرح الصدور)

۱۱) جو شخص قبرستان میں داخل ہوا اور سورۂ یٰسین پڑھا تو اللہ تعالیٰ مُردوں سے عذاب کی تخفیف کرتا ہے اور اسکے لئے اس قبرستان کے ان مُردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جائینگی۔ (شرح الصدور)

۱۲) جو شخص قبرستان میں داخل ہوا اور سورۂ فاتحہ ' سورۂ اخلاص اور سورۂ تکاثر پڑھا اور کہا کہ الٰہی جو میں نے تیرے کلام سے پڑھا ہے اسکا ثواب اس قبرستان کے مومنین مومنات کیلئے بخش دے تو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس اسکے شفیع ہونگے۔ (فوائد زنجانی)

۱۳) والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ "بر" یعنی نیکی کرنا یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ انکی طرف سے نماز پڑھ اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کی طرف سے روزے رکھ (ابن ابی شیبہ۔ شرح الصدور)

۱۴) جو شخص مر جائے اور اس پر روزے تھے تو اسکا ولی اسکی طرف سے روزے رکھے۔ (مسلم۔ بخاری)

۱۵) ایک عورت نے نذر کی تھی کہ وہ ایک ماہ کے روزے رکھے گی لیکن اس نے روزے نہیں رکھے یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ جس کی بیٹی یا بہن بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوی تو آپ ﷺ نے اسکو حکم دیا کہ اسکی طرف سے روزے رکھ۔ (احمد)

۱۶) ایک عورت نے پوچھا میری فوت شدہ ماں پر دو ماہ کے روزے تھے تو اگر اسکی طرف سے روزے رکھوں تو کیا کافی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہوا کہ "ہاں" (مسلم)

۱۷) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کے بعد ان کو قبر میں اتار کر ان پر مٹی ڈالی گئی۔ پھر حضور کرام ﷺ نے دیر تک تکبیر و تسبیح پڑھی تو وہاں موجود سب صحابہ کرام نے بھی آپ کے ساتھ پڑھا۔ استفسار پر ارشاد نبوی ﷺ ہوا کہ اس نیک بندہ پر اسکی قبر تنگ ہو گئی تھی ہماری تسبیح و تکبیر کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اسکو کشادہ فرمادیا۔ (مشکوٰۃ)

۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حج کیلئے مکہ معظمہ میں موجود حضرت صالح بن درہم رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمھارے شہر بصرہ کے قریب ایک بستی ہے جسکا نام "ابلّہ" ہے۔ اس میں ایک مسجد عشار ہے لہٰذا تم میں سے کون مجھ سے وعدہ کرتا ہے کہ اس مسجد میں میرے لئے دو چار رکعت نماز پڑھے اور کہے کہ یہ رکعتیں ابو ہریرہ کے واسطے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

مالی عبادات کے ایصالِ ثواب کی احادیث :

۱) اپنے فوت شدہ والدین کیلئے "بر" یعنی نیکی یہ بھی ہے کہ تو اپنے صدقہ کے ساتھ انکی طرف سے بھی صدقہ دے۔ (ابن ابی شیبہ)

۲) ایک شخص خدمت نبوی ﷺ میں عرض کی کہ میری ماں یکایک انتقال کر گئی اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی۔ میں گمان کرتا ہوں کہ اگر کچھ کہہ سکتی تو صدقہ دیتی اگر میں اسکی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسکو اسکا ثواب پہنچے گا۔ فرمایا "ہاں" (بخاری۔ مسلم۔ ابی داود۔ موطا)

۳) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کی کہ "یا رسول اللہ ﷺ! میری ماں انتقال کر گئی ہے اور نہ انھوں نے کوئی وصیت کی ہے اور نہ کوئی صدقہ دیا ہے۔

اگر انکی طرف سے صدقہ دوں تو کیا انکو نفع ملیگا۔ ارشاد فرمایا "ہاں اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ (طبرانی اوسط)

۴) بیشک صدقہ غضب الٰہی کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ (ترمذی)

۵) بیشک صدقہ البتہ اہل صدقہ سے قبروں کی حرارت (عذاب) کو بجھاتا ہے۔ (طبرانی)

۶) صدقہ گناہوں کو ایسا ہی بجھا دیتا ہے جیسا کہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

۷) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کی کہ "یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اپنی فوت شدہ والدہ کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسکو نفع پہنچے گا تو آپ نے ارشاد فرمایا "ہاں پہنچے گا"۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر میرا فلاں باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے۔ (بخاری۔ نسائی۔ موطا)

۸) ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! میری ماں مرگئی ہے اگر میں اسکی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسکو نفع پہنچے گا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہاں پہنچے گا"۔ اس نے کہا میرا ایک باغ ہے اور میں آپ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اس باغ کو اسکی طرف سے صدقہ کر دیا۔ (ترمذی)

۹) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے تو (اسکے لئے) کونسا صدقہ افضل ہے" تو ارشاد فرمایا "پانی" تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا یہ سعد کی ماں کیلئے ہے۔ (ابو داؤد۔ احمد)

۱۰) ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی، "یا رسول اللہ ﷺ ! کیا میں اپنے باپ کی طرف سے غلام آزاد کر سکتا ہوں جبکہ وہ مرچکا ہے" تو آپ نے فرمایا "ہاں"۔ (ابن ابی شیبہ)

۱۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرات امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما اپنے والد کی طرف سے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ (شرح الصدور)

۱۲) ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ "جب تم میں سے کوئی نفل صدقہ دے تو چاہئے کہ اپنے

والدین کو اسکا ثواب پہنچائے۔ پس اس صدقہ کا ثواب ان دونوں (ماں باپ) کیلئے بھی پورا ہوگا اور صدقہ دینے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (طبرانی اوسط۔ شرح الصدور)

۱۳) ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اسکے مرجانے کے بعد اسکے گھر والے اسکے لئے صدقہ و خیرات کریں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس صدقہ و خیرات کو ایک نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کی قبر پر لے جاکر کہتے ہیں "اے گہری قبر والے یہ تحفہ تیرے گھر والوں نے تجھے بھیجا ہے۔ تو اسکو قبول کر۔" وہ قبر والا اسکو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور (دوسری قبر والوں کو) خوشخبری دیتا ہے۔ اسکے وہ پڑوسی جن کے گھر والوں کی طرف سے ان کو کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا تو غمگین اور رنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ (شرح الصدور)

۱۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کی کہ "ہم اپنے مُردوں کیلئے دعائیں کرتے اور انکی طرف سے صدقات و خیرات دیتے ہیں تو کیا یہ چیزیں مُردوں کو پہنچتی ہیں؟" تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں بیشک یہ چیزیں انکو پہنچتی ہیں اور وہ ان سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم ایک دوسرے کے ہدیہ سے خوش ہوتے ہو۔ (مسند امام احمد)

۱۵) جب انسان مرجاتا ہے تو اسکے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین عمل یعنی ا) صدقہ جاریہ اا) وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور ااا) صالح بیٹا جو اسکے لئے نیک دعا کرتا رہے۔ ان تینوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی اسکو برابر پہنچتا ہے۔ (مسلم۔ مشکوۃ)

۱۶) مومن جب انتقال کرتا ہے تو اسکا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر سات چیزوں کا ثواب اسکو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے

i) اس نے کسی کو علم دین سکھایا تو اس کو برابر اسکا ثواب ملتا رہے گا جب تک وہ علم دنیا میں جاری رہے گا۔

ii) اسکی نیک اولاد ہو اور جو اسکے حق میں دعاء نیک کرتی رہے۔

iii) وہ قرآنِ شریف چھوڑ گیا ہے iv) اس نے مسجد بنوائی

v) اس نے مسافر کے آرام کیلئے مسافر خانہ بنوایا ہو۔

vi) اس نے کنواں یا نہر وغیرہ کھدائی ہو۔

vii) اس نے اپنی زندگی میں صدقہ دیا ہو۔ (شرح الصدور)

بدنی ومالی مرکب عبادات کے ایصالِ ثواب کی احادیث :

۱) جس نے اپنے والدین کی طرف سے انکی وفات کے بعد حج کیا تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے آتش دوزخ سے آزادی لکھتا ہے اور جنکی طرف سے حج کیا گیا ان کیلئے ایک پورے حج کا ثواب دیا جاتا ہے۔ اسکے والدین کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہیں ہوتی۔ (بیہقی)

۲) جو شخص مر جائے اور اس پر مہینے بھر کے روزے ہوں تو اسکی جانب سے ہر ایک کیلئے ایک مسکین کو کھلایا جائے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

۳) ایک عورت آئی اور اس نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ میری ماں مر گئی۔ میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا تو کیا میں اسکی طرف سے حج کروں ؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا "اسکی طرف سے حج کر۔" (مسلم۔ ابو داؤد)

۴) قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ بغیر حج کیے مر گئی ہے تو کیا میں اسکی طرف سے حج کروں" آپ ﷺ نے فرمایا "اسکی طرف سے حج کر۔ (بخاری۔ نسائی)

۵) ایک شخص نے بارگاہ نبوی میں عرض کی کہ میرا باپ مر گیا ہے اور اس نے حج ادا نہیں کیا۔ تو ارشاد نبوی ﷺ ہوا "مجھے تو یہ بتا کہ اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو کیا تو اسکی طرف سے اسے ادا کرتا تھا۔" جواب دیا 'ہاں' فرمایا "تو پھر وہ تو اس پر قرض ہے اسکو ادا کر۔" (بزاز۔ طبرانی)

۶) ایک عورت خدمت نبوی ﷺ میں آئی اور اس نے عرض کی کہ میں اپنی ماں کی طرف سے حج کروں جبکہ وہ انتقال کر گئی ہے تو فرمایا مجھے یہ بتا کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو کیا اسکو ادا کرتی اور قرض تجھکو منظور نہیں ہوتا تھا۔ اس نے کہا ہاں میں ادا کرتی اور

مجھ کو قبول ہو تا تب آپ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ حج کرے۔ (طبرانی)

۷) جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے جنھوں نے حج نہ کیا ہو تو یہ حج انکی طرف سے کافی ہو گا اور ان کی ارواح کو آسمانوں میں بشارت دی جائے گی اور یہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرمانبردار لکھا جائے گا۔ (شرح الصدور)

۸) جو شخص میت کی طرف سے حج کرے تو میت اور حج کرنے والے دونوں کو پورا پورا ثواب ملے گا۔ (شرح الصدور۔ طبرانی اوسط)

۹) افضل ترین صلہ رحمی میت کی طرف سے حج کرنا ہے۔ (شرح الصدور)

۱۰) بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا "اے اللہ! اسکو میری اور میری آل کی طرف سے اور میری امت کی طرف سے قبول فرما۔" (مسلم۔ ابو داؤد)

۱۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا "یہ قربانی میری اور میری امت کے اس شخص کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔" (ابو داؤد)

۱۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو قربانیاں کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ایک قربانی آپ ﷺ کی طرف سے کیا کروں۔ لہٰذا ایک اپنی اور ایک آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ (ترمذی۔ ابو داؤد)

۱۳) حضور اکرم ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی۔ جب انکو ذبح کیلئے قبلہ رخ لٹایا تب آپ ﷺ نے یہ تلاوت فرمائی۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ (انعام۔۷۹) اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (انعام ۱۶۲، ۱۶۳) اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِہٖ اسکے بعد بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ پڑھ کر ذبح فرمایا۔ (دارمی)

ایصالِ ثواب کا ثبوت فقہ کی روشنی میں

۱۔ اہل سنت والجماعت (خصوصاً فقہائے حنفیہ) کے نزدیک جائز ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بخشے خواہ یہ عمل نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا دیگر اعمال صالحہ (ہدایہ)

۲۔ زندے اگر مردوں کیلئے دعا کریں یا انکی طرف سے صدقہ دیں تو مردوں کو نفع پہنچتا ہے۔ فرقہ معتزلہ اسکے مخالف ہیں۔ (شرح عقائد نسفیہ)

۳۔ اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ جس کسی نے روزہ رکھا یا نماز پڑھی یا پھر صدقہ دیا اور اسکا ثواب دیگر مردہ یا زندہ لوگوں کو پہنچائے تو یہ جائز ہے جسکا انھیں ثواب ضرور پہنچتا ہے۔ (بحر الرائق)

۴۔ امام اعظم رح اور امام احمد حنبل رح اور تمام بزرگان سلف کا مذہب ہیکہ میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری) البتہ گمراہ فرقہ معتزلہ ایصال ثواب کا بالکل منکر ہے۔ (فتح القدیر)

۵۔ ہر چیز در اصل مباح (جائز) ہے جب تک اسکی ممانعت نہ آئے۔ (رد محتار)

۶۔ اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ انسان اپنے (نیک) عمل کا ثواب دوسروں کو پہنچا سکتا ہے۔ چنانچہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا اسکے علاوہ جیسے حج، قرآن خوانی، اذکار اور انبیاء، شہداء اور صالحین کی قبروں کی زیارت اور مُردوں کی تکفین اور ہر قسم کے نیک کام کا ثواب دوسروں کو پہنچتا ہے۔ (فتاوی عالمگیری)

۷۔ افضل یہ ہے یہ صدقات مالی و بدنی کا ثواب اموات (مُردوں) اور احیاء (زندوں) کو بلا کم و نقص پہنچتا ہے (تاتارخانیہ)

۸۔ یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔ (رد محتار۔ فتح القدیر۔ بحر الرائق۔ بدائع۔ اتقان)

۹۔ صدقات مالی و بدنی دیتے وقت تمام مومنین و مومنات کی نیت کر لیں کیونکہ ان سب کو بھی ثواب پہنچے گا اور خود اس (صدقہ دینے والے) کے اجر میں کچھ کمی نہ ہو گی۔ (رد محتار۔ تاتارخانیہ۔ محیط)

نوٹ : یعنی اللہ کی رحمت اسقدر وسیع اور بے کنار ہے کہ اگر ایک روپیہ مثلاً صدقہ یا خیرات دیں اور اسکا ثواب کوئی دس اموات کی ارواح کو پہنچائیں تو اس ایک روپیہ کے ثواب کی تقسیم نہیں ہوتی بلکہ غفور الرحیم اپنے فضل و کرم سے ہر ایک کی روح کو ایک ایک روپیہ کا ثواب پہنچانے کا حکم فرشتوں کو دیتا ہے اور صدقہ دینے والے کو بھی ایک روپیہ کا اجر ملتا ہے۔

ایصالِ ثواب کے ثبوت میں محدثین و صالحین کے اقوال

ایصالِ ثواب کے جواز و ثبوت میں چند محدثین کرام و صالحین عظام علیہم الرحمہ والرضوان کے اقوال درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

۱۔ **حضرت امام احمد حنبلؒ** فرماتے ہیں کہ تم جب قبرستان جاؤ تو سورۂ فاتحہ اور سورۂ فلق، سورۂ ناس اور سورۂ اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب قبروں والوں کو پہنچاؤ کیونکہ وہ ان کو پہنچتا ہے۔ (شرح الصدور)

۲۔ **علامہ عینیؒ شارح صحیح بخاری** : فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں مسلمان قرآن پڑھکر اسکا ثواب (مردوں) کو بخشتے رہے ہیں اور اسکا انکار (یعنی ایصال ثواب کا انکار) تو منکر خود بھی نہیں کرتا اور اہل سنت والجماعت کا تو اس پر اجماع ہے (عینی)

۳۔ **امام نوویؒ**: فرماتے ہیں کہ قبروں کی زیارت کرنے والے کیلئے یہ مستحب ہے کہ جتنا اس سے ہو سکے قرآن پڑھے اور اہل قبور کے لئے دعا کرے اور امام شافعیؒ نے اس پر نص پیش کی ہے اور تمام شافعی حضرات اس پر متفق ہیں۔ اور اگر قبر پر قرآن شریف ختم کیا جائے تو یہ اور بھی افضل ہے۔ (شرح الصدور)

۴۔ **امام شعبیؒ** : رقمطراز ہیں کہ انصار کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان کا کوئی شخص مر جاتا تو وہ باربار اسکی قبر پر جاتے اور اسکے لئے قرآن پڑھتے۔ (شرح الصدور)

۵۔ **امام قرطبیؒ** : فرماتے ہیں کہ شیخ عزالدین بن عبد السلامؒ فتویٰ دیا کرتے

تھے کہ میت کو قرآن خوانی کا ثواب نہیں پہنچتا۔ جب وہ وفات پائے تو انکے بعض اصحاب نے انکو خواب میں دیکھا پوچھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میت کو قرآن پڑھنے کا ثواب اور ہدیہ نہیں پہنچتا۔ یہ بات کیسی ہے؟ فرمایا دنیا میں تو ایسا ہی کہا کرتا تھا۔ لیکن اب میں اس سے رجوع کر چکا ہوں کیونکہ میں نے یہاں آکر دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ثواب پہنچتا ہے۔ (شرح الصدور)

۶۔ مالک بن دینارؒ: فرماتے ہیں کہ جمعہ کی شب قبرستان گیا تو کیا دیکھا کہ وہاں نور چمک رہا ہے غیب سے آواز آئی 'اے مالک بن دینار! یہ مسلمانوں کا تحفہ ہے جو انھوں نے قبروں والوں کو بھیجا ہے۔ تو میں نے کہا خدا کی قسم ہے مجھے بتاؤ مسلمانوں نے کیا تحفہ بھیجا ہے۔ تو جواب ملا ایک مومن مرد نے اس رات قبرستان میں قیام کیا تو اس نے وضوء کر کے دو رکعتیں پڑھیں جسکی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھا پھر کہا کہ اے اللہ! میں نے ان دو رکعتوں کا ثواب ان تمام قبروں والے مومنوں کو بخشا جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ روشنی اور نور بھیجا ہے' ہماری قبروں میں کشادگی اور فرحت پیدا فرمادی ہے۔ مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ اسکے بعد میں ہمیشہ دو رکعتیں پڑھکر ہر جمعرات میں مومنین کو بخشتا ہوں۔ ایک شب خواب میں زیارت نبوی ﷺ نصیب ہوی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے مالک بن دینار! بیشک اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا جتنی مرتبہ تو نے میری امت کو نور کا ہدیہ بھیجا ہے اتنا ہی اللہ نے تیرے لئے ثواب عطا فرمایا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جنت میں ایک مکان بنایا ہے جس کا نام "منیف" ہے جسکی طرف اہل جنت بھی (شوق ورشک سے) جھانکیں۔ (شرح الصدور)

۷۔ حماد مکیؒ: فرماتے ہیں کہ ایک رات میں مکہ معظّمہ کے قبرستان میں گیا اور وہاں ایک قبر پر اپنا سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں میں نے دیکھا کہ اہل قبور حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا قیامت قائم ہو گئی۔ انھوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہمارے ایک مسلمان بھائی نے سورۂ اخلاص پڑھکر اسکا ثواب ہمیں بخشا ہے جسکو ہم

ایک سال سے (آپس میں) بانٹ رہے ہیں۔ (شرح الصدور)

۸۔ **مولانا زعفرانیؒ**: فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ سے پوچھا کہ قبر پر قرآن پڑھنا کیسا ہے۔ فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (شرح الصدور)

۹۔ **امام جلال الدین سیوطیؒ**: فرماتے ہیں اور رہا قبروں پر قرآن شریف پڑھنا تو اس کے شرعی جواز پر ہمارے اصحاب اور ان کے سوا اور علماء نے جزم کیا ہے۔ (شرح الصدور)

۱۰۔ **قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ**: فرماتے ہیں کہ تمام فقہاء کرام نے حکم دیا ہے کہ قرآن پاک پڑھنے اور اعتکاف کرنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں اور حافظ شمس الدین عبد الواحد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مسلمان قدیم سے شہر میں جمع ہو کر مردوں کے لئے قرآن خوانی کرتے ہیں۔ پس اس پر اجماع ہے۔ (تذکرۃ الموتی والقبور)

۱۱۔ **علامہ علاء الدین علی بن محمد البغدادیؒ**: فرماتے ہیں کہ بلا شک وشبہ میت کی طرف سے صدقہ دینا میت کیلئے نافع و مفید ہے اور اس صدقہ کا میت کو ثواب پہنچتا ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے۔ (تفسیر خازن)

۱۲۔ **شیخ صدر الدین ابو عبد اللہ دمشقیؒ**: فرماتے ہیں کہ اس پر اجماع ہے کہ استغفار اور دعا اور صدقہ اور حج اور غلام آزاد کرنا میت کو نفع دیتے ہیں اور ان کا ثواب میت کو ملتا ہے۔ (رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ)

۱۳۔ **شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ**: فرماتے ہیں کہ کچھ قرآن پڑھے اور والدین، پیر، استاد اور اپنے دوستوں، بھائیوں اور سب مومنین و مومنات کی ارواح کو ثواب بخشے۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ)

۱۴۔ نیز آپ ہی فرماتے ہیں کہ دودھ چاول (کھیر) کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکانے اور کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ جائز

ہے اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔ (زبدۃ النصائح)

۱۵۔ نیز شاہ صاحب محدث دہلوی ہی نے لکھا ہے کہ میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب حضور ﷺ کی یاد میں ایک سالانہ محفل ماہ ربیع الاول میں منایا کرتے جس میں طعام کھلایا جاتا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک سال کھانا کھلانے کا موقف نہیں تھا اسلیئے میں نے صرف بھنے ہوئے چنے منگوا کر ختم شریف کے بعد تقسیم کر دئے تو خواب میں دیکھا کہ وہ چنے آنحضور ﷺ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ ایسے خوش ہیں کہ مسرت چہرہ مبارک پر نمایاں ہے۔ (الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین)

۱۶۔ **شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ** : فرماتے ہیں ہاں صالحین کی قبروں کی زیارت اور انکی قبروں سے برکت حاصل کرنا اور ایصال ثواب' تلاوت قرآن' دعاء خیر' تقسیم طعام و شیرینی سے انکی مدد کرنا بہت ہی بہتر اور خوب ہے اور اس پر علماء امت کا اجماع ہے۔ (فتاوی عزیزیہ)

۱۷۔ نیز آپ ہی فرماتے ہیں کہ وہ کھانا جو حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کی نیاز کیلیئے پکایا جائے اور اس پر قل و فاتحہ درود پڑھا جائے وہ متبرک ہو جاتا ہے اور اسکا کھانا بہت ہی اچھا ہے۔ (فتاوی عزیزیہ)

منکرین کے پیشواؤں کے اقوال سے ایصالِ ثواب کا ثبوت

ایصالِ ثواب کے منکرین کے مسلمہ علماء اور پیشواؤں کے اقوال سے خود ایصالِ ثواب ثابت ہے جن میں سے چند ذیل میں ہیں۔

۱۔ **مولوی اسمٰعیل دہلوی** : نے لکھا ہے کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد انکی طرف سے غلام آزاد کئے اور اسی پر تمام عبادتوں کو قیاس کرنا چاہیئے پس جو عبادت مسلمان سے ادا ہو اسکا ثواب گذرے ہوئے لوگوں میں سے کسی کی روح کو پہنچائے تو یہ ضرور بہتر اور مستحسن ہے اور ثواب پہنچانے کا طریقہ بارگاہ الٰہی میں دعا کرنا ہے۔ (صراط مستقیم)

۲۔ **مولوی اشرف علی تھانوی** : سے کسی نے سوال کیا کہ ایصالِ ثواب کی

نسبت بعض وقت خدشہ گزرتا ہے کہ اگر نیک عمل کا ثواب دوسروں کی روح کو بخشا جائے تو بخشنے والے کے لئے کیا نفع ہوا۔ البتہ کیا مردوں کو اس سے نفع پہنچتا ہے؟ اس خدشہ کو رفع فرمادیں تو اطمینان ہوگا تو تھانوی صاحب نے جواب میں لکھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا تَصَدَّقَ اَحَدُکُمْ صَدَقَۃً تَطَوَّعاً فَیَجْعَلَھَا عَنْ اَبَوَیْہِ فَیَکُوْنُ لَھُمَا اَجْرُھَا وَلَا یَنْقُصُ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْئٌ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی اپنے ماں باپ کیلئے خوشی سے صدقہ دے تو اسکا ثواب ان دونوں (ماں باپ) کو پہنچتا ہے اور اسکے اپنے اجر میں کسی چیز کی کمی نہیں ہونے پاتی) یہ حدیث نص ہے اس میں کہ ثواب بخش دینے سے بھی عامل (بخشنے والے) کے پاس پورا ثواب رہتا ہے اور صحیح مسلم کی حدیث "مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً الخ" سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (امداد الفتاویٰ)

۳۔ **مولوی قاسم نانوتوی**: نے لکھا ہے کہ حضرت جنید (بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو برائے مکاشفہ اس نے کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لاکھ پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھا تھا۔ یوں جانکر کہ بعض روایتوں میں اس قدر تعداد کلمہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے آپ نے اپنے جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اسکو اطلاع نہ کی۔ مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا تو اس نے عرض کی کہ اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ (تحذیر الناس)

فاتحہ کا مروجہ طریقہ اور اسکا شرعی ثبوت

قرآن، حدیث، فقہ اور صالحین کے عمل کی روشنی میں ایصال ثواب کے جواز و ثبوت کی اس قدر وضاحت کے باوجود افسوس کہ بعض دین ناآشنا لوگوں کی جانب سے اہل سنت والجماعت کے طریقہ فاتحہ و ایصال ثواب پر طرح طرح کے اعتراضات کئے جاتے ہیں اور اسکو نعوذ باللہ بدعت ضلالہ بلکہ شرک و کفر تک قرار دیا جاتا ہے۔ ذیل میں ہر اعتراض کا علیحدہ جواب شریعت کی روشنی میں دیا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ فاتحہ اموات یا ایصال ثواب کے مروجہ طریقہ کے جن عوامل یا اجزا پر اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

۱) فاتحہ کی وجہ تسمیہ ۲) فاتحہ خوانی ۳) اطعام طعام ۴) طعام سامنے رکھکر پڑھنا
۵) فاتحہ اخلاص اور درود پڑھنا ۶) ہاتھ اٹھاکر دعا کرنا۔

اب ذیل میں ترتیب کے ساتھ ان میں سے ہر ایک کا قرآن و حدیث کی روشنی میں اسکا شرعی جواز اور طریقہ ہدیہ قارئین ہے۔

۱۔ فاتحہ کی وجہ تسمیہ : تَسْمِيَةُ الْكُلِّ بِاِسْمِ جُزْئِهٖ یعنی کسی چیز کے جز کے نام سے کل کا نام رکھا جاتا ہے۔ جیسے تاریخی عمارت چار مینار میں اگرچہ کہ چار کمان' چار راستے' حوض' چار گنبد' نقش و نگار وغیرہ کئی اجزا ہیں لیکن اس میں سب سے اہم اور دور سے دکھائی دینے والا جزا اسکے چار مینار ہی ہیں اسی لئے اسکا نام چار مینار مشہور ہو گیا۔ اسی طرح کسی عمارت کا نام بارہ دری مشہور ہوا۔ اس میں اگرچہ کہ دالان' دروازے' حجرے' صحن اور دیگر اجزا بھی ہیں لیکن اس میں سب سے متاثر کن نمایاں اور اہم جز بارہ دروازوں پر مشتمل حصہ ہے اسلئے اسکا نام بارہ دری معروف و مشہور بن گیا۔ اسی طرح اگرچہ کہ سورۂ فاتحہ' سورۂ اخلاص کی تلاوت تسبیح اور اوراد' درود شریف اور دعائیہ کلمات یہ سب فاتحہ خوانی کے اجزا ہیں لیکن اس میں سورۂ فاتحہ کو سب سے زیادہ اول' نمایاں اور اہم جز کی حیثیت حاصل ہے اسلئے فاتحہ خوانی کے مجموعہ کو عرف عام میں صرف ''فاتحہ'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

۲۔ فاتحہ خوانی : عموماً قرآن پاک تلاوت و ختم شریف یا کلمہ طیبہ اور دوسرے اوراد و وظائف پڑھکر اموات کیلئے مغفرت یا بلندی درجات کی دعا کرنے کا طریقہ جاری ہے جسکو 'فاتحہ خوانی'' بھی کہا جاتا ہے یہ سب عبادات بدنی کی تعریف میں آتے ہیں چنانچہ کسی ایک مجلس میں جمع ہو کر چند اصحاب قرآن شریف کے پارے یا آیات علیحدہ علیحدہ تلاوت کرتے ہیں اور آخر میں ان آیات شریفہ کا ختم پڑھا جاتا ہے جن کی بڑی فضیلت

احادیث شریفہ میں آئی ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب "رسالہ زیارت قبور"۔
یا کم از کم ایک بار سورۂ فاتحہ، تین بار سورۂ اخلاص اور ایک بار درود شریف کم از کم پڑھکر اموات کو اسکا ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ اس کا جواز آگے کے صفحات پر ہے۔

۳۔ **اطعام طعام** : یعنی کھانا کھلانا یا شیرینی تقسیم کرنا جو قرآنی آیت "وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ" (دہر۔۸) یعنی "اور اس (اللہ) کی محبت میں وہ کھانا کھلاتے ہیں" کے بموجب بالکل درست اور جائز ہے کہ مسکینوں، یتیموں، غریبوں اور مستحقین میں طعام یا شیرینی تقسیم کریں بعض لوگ صرف تلاوت قرآن وغیرہ جیسی بدنی عبادات کو جائز سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ صرف صدقہ و خیرات جیسی مالی عبادت کو جائز تصور کرتے ہیں یعنی عبادت بدنی اور عبادت مالی کو علیحدہ علیحدہ تو جائز قرار دیتے ہیں لیکن جمع بین العبادتین یعنی بدنی اور مالی دونوں عبادتوں کو یکجا جمع کرنے پر بعض دین سے ناواقف لوگ شدید اعتراض کرتے ہیں۔

یہ ایسی ہی بات ہوی جیسے کوئی مفتی شریعت حکم دے کہ بریانی کھانا جائز ہے اسلئے کہ اسکے اجزاء گوشت، چاول، زعفران، دہی، نمک وغیرہ وغیرہ حلال ہیں لہٰذا مباحات کا مجموعہ بھی مباح ہے تو اسکے جواب میں کوئی کم فہم شخص یہ مطالبہ کرے کہ "صاحب یہ سب چیزیں جدا جدا تو بے شک جائز اور حلال ہیں لیکن ہم تو جب ہی مانیں گے کہ اس مجموعہ کا نام یعنی "بریانی" کا ذکر قرآن یا حدیث میں کہاں ہے دکھلایئے۔"

آیئے ذیل میں ہم اس جمع بین العبادتین یعنی بدنی اور مالی عبادات سے مرکب عبادت کا ثبوت قرآن و حدیث سے دیتے ہیں۔

۱) قرآن پاک کی آیت شریفہ ہے "وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ" (مائدہ۔۵۵) یعنی وہ لوگ (صحابہ کرام) ایسے ہیں کہ رکوع کی حالت میں بھی زکوۃ دیتے ہیں۔ چنانچہ تفاسیر میں مذکور ہے کہ یہ آیۃ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شان میں نازل ہوی اور اسکی شان نزول یہ لکھی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ مبارک سے مسجد میں

تشریف لائے۔ اس وقت لوگوں میں سے بعض رکوع میں تھے اور بعض قیام میں تھے آپ کی نظر مبارک ایک سائل پر پڑی تو استفسار فرمایا کہ کسی نے تجھے کچھ دیا ہے۔ اس نے ایک انگوٹھی جو سونے یا چاندی کی تھی آنحضور ﷺ کو دکھائی اور بولا کہ یہ انگوٹھی مجھے دی ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس نے عطا کی۔ اس فقیر نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے تکبیر کہی اور یہی آیت پڑھی۔

(تفسیر کبیر۔ تفسیر معالم التنزیل۔ تفسیر بیضاوی۔ تفسیر مدارک التنزیل۔ تفسیر حسینی۔ تفسیر قادری۔ تفسیر در المنثور)

اس آیۃ کے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہونے کے متعلق روایتوں کے جو حوالہ جات در المنثور میں درج ہیں ان میں سے چند ذیل میں ملاحظہ فرمائے جا سکتے ہیں۔

خطیب فی المنطق عن ابن عباس۔ ابن مردویہ۔ طبرانی اوسط۔ ابن ابی حاتم۔ ابن العساکر۔ ابن جریر۔ ابو نعیم۔ عبد بن حمید۔ ابن المنذر۔ تفسیر خازن۔ نصاب الاحتساب۔ کتاب التجنیس وغیرہ وغیرہ

واضح ہو کہ نماز عبادت بدنی ہے اور زکوٰۃ و خیرات عبادت مالی ہے۔ یہاں ان دونوں عبادتوں کو جمع کرنے کا ثبوت مل گیا ہے۔

ب) اسی طرح بدنی عبادت و مالی عبادت دونوں سے مرکب عبادات کے ثبوت میں متعدد احادیث شریفہ بھی پچھلے صفحات میں درج کی جا چکی ہیں۔ جیسے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں کنواں کھود کر فرمایا "هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ" (یہ سعد کی ماں کیلئے ہے) جس میں عبادات بدنی و مالی کو جمع کیا گیا۔ اسی طرح قربانی کے مینڈھے ذبح کرتے وقت سرور کائنات ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے قرآنی آیات اور دعائیہ کلمات پڑھے۔ ان دونوں مثالوں سے بھی جمع بین العبادتین ثابت ہے۔

طعام سامنے رکھکر پڑھنا: بعض معترضین اب یہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ ان حدیثوں میں طعام سامنے رکھ کر کچھ پڑھنے کا کہیں بھی ذکر یا حکم نہیں ہے۔ ان کے جواب میں کئی احادیث شریفہ کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ بطور طوالت یہاں چند معتبر احادیث شریفہ کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ا) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ نے بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمایا تو میری والدہ (ام سلیم رضی اللہ عنہا) نے کھجور، گھی اور پنیر کا مالیدہ بنایا اور ایک طشت میں رکھ کر میرے ذریعہ حضور ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجا اور کہا کہ بارگاہ نبوی میں میری جانب سے سلام کے بعد عرض کرنا کہ اس موقع پر یہی تھوڑا جو کچھ ہے اسے قبول فرمالیجئے۔ چنانچہ وہ طعام لے کر میں آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور اپنی والدہ کا سلام و پیام عرض کیا جس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے انس ! اسے رکھ دو اور چند اشخاص کا نام لے کر فرمایا کہ فلاں اور فلاں کو بلا لاؤ اور جو تمھیں ملے اسے بھی بلا لاؤ۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بلاتا گیا یہاں تک کہ تین سو (۳۰۰) آدمی جمع ہو گئے۔ آگے حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں۔

فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَهُ عَلَىٰ تِلْكَ الْحَيْسَةَ وَ تَكَلَّمَ بِمَاشَاءَ اللّٰهُ (تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حیسہ (اس کھانے) پر اپنا دست مبارک رکھا اور اللہ نے جو چاہا وہ پڑھا)۔

پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کیلئے بلا کر فرمایا کہ اللہ کا نام لو اور اپنے قریب سے کھاؤ۔ سب کھا کر شکم سیر ہو گئے تو ایک گروہ نکلا اور دوسرا گروہ داخل ہوا یہاں تک کہ جب سب نے کھا لیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کھانا اٹھا لو۔ بس پھر کیا تھا وہ کھانا اس قدر بابرکت ہوا کہ اس قدر لوگ شکم سیر ہو جانے کے باوجود انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے جب اس بقیہ کھانے کو اٹھایا اور دیکھا تو مجھے اندازہ نہ ہو سکا کہ جب میں نے لا کر رکھا تھا وہ کھانا زیادہ تھا یا جب میں نے اٹھایا اس وقت زیادہ تھا۔ (بخاری۔ مسلم۔ مشکوۃ)

ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کو بھوک نے بہت بے قرار کر دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے دعائے برکت فرمانے کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دستر خوان بچھوا کر ارشاد فرمایا کہ جس کسی کے پاس جو کچھ بھی کھانا بچا ہوا موجود ہو لے آئے۔ تب صحابہ کرام میں سے کسی نے مٹھی بھر کھجور، کسی نے روٹی کا ٹکڑا اور کسی نے کچھ۔ غرض ہر ایک نے

اپنے پاس جو کچھ بچا ہوا تھا حضور ﷺ کی خدمت عالی مرتبت میں پیش کیا اور دستر خوان پر ان تھوڑی سی چیزوں کا ذخیرہ جمع ہو گیا تو حدیث شریف کے آگے کے الفاظ اسطرح ہیں فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ (مسلم۔ مشکوٰۃ) یعنی پس اس پر حضور اکرم ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی پھر آپ نے فرمایا اپنے اپنے برتنوں (توشہ دانوں) میں بھر لو۔ چنانچہ کھانے کی ان چیزوں میں اتنی برکت ہوی کہ تمام لشکر اسلام نے پیٹ بھر کر کھایا اور اپنے اپنے توشہ دان بھر لئے اسکے باوجود وہ کھانا پھر بھی بچ رہا جس پر آپ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں۔ شارحین حدیث لکھتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں اس موقع پر ایک لاکھ مجاہدین اسلام موجود تھے۔

نوٹ : ظاہر ہے ان دونوں مواقع پر صاحب قرآن ﷺ نے قرآنی آیات کی تلاوت فرمائی ہوگی آپ نے وہی دعا مانگی ہوگی جسکی آپ کو اس وقت ضرورت تھی اور فاتحہ دینے والا وہ دعا مانگتا ہے جسکی اس کو ضرورت رہتی ہے کیونکہ دعا کی تعریف شریعت میں یہ ہے کہ "اَلسُّوَالُ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ" بخشش فرمانے والے اللہ سے مانگنا۔

نوٹ : معترضین غور کریں کہ بخاری اور مسلم کی مذکورۂ بالا دونوں احادیث شریفہ میں حضور اکرم ﷺ نے سامنے طعام رکھ کر جو کچھ پڑھا تھا اور دعا فرمائی تھی کیا وہ معاذ اللہ پوجاپاٹ یا شرک و کفر تھا؟ سرکار دو عالم ﷺ کے اس مبارک عمل و سنت ہی کو جب اہل سنت والجماعت اختیار کرتے ہیں تو ان کے اس عمل کو پوجا اور شرک وغیرہ ٹھہرانا کہاں تک درست ہے جسکا روئے سخن ذات رسالت مآب ﷺ تک جا پہنچتا ہے اور جو شان رسالت میں سراسر گستاخی اور بے ادبی ہی نہیں اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

ج) سامنے طعام رکھکر قرآنی آیات پڑھنے پر اعتراض کرنے والے اصحاب کا خود یہ عمل ہوتا ہے کہ دستر خوان پر طعام جما دینے کے بعد وہ طعام کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں اور کھانا

شروع کرنے سے پہلے کہتے ہیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم جو خود قرآن پاک کی ایک آیت ہے۔ لہٰذا سخت تعجب اس بات پر ہے کہ طعام سامنے رکھکر قرآنی آیات پڑھنے کا ایک ہی عمل معترضین کریں تو انکے لئے وہ جائز ہے لیکن وہی عمل ہم اہل سنت والجماعت کریں تو وہ ناجائز، حرام، شرک، کفر اور نہ جانے کیا کیا ہو جاتا ہے۔ خدا انھیں نیک توفیق دے۔

۵۔ سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص مع درود شریف پڑھنے کا جواز: ملا علی قاری علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے تیسرے دن حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ چند خشک کھجور، اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھدیا جس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھنے کے بعد اسطرح درود شریف پڑھا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَنْتَ لَھَا اَھْلٌ وَھُوَ لَھَا اَھْلٌ" یعنی "اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج کہ تو اسکے شایان ہے اور وہ تیرے لئے زیبا ہے" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں دست مبارک اٹھا کر اپنے چہرہ اقدس پر پھیر لئے۔ اسکے بعد آپ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو اسے تقسیم کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا" ثَوَابُ ھٰذِہِ الْاَطْعِمَۃِ لِاِبْنِیْ اِبْرَاھِیْمَ" یعنی اس طعام کا ثواب میرے بیٹے ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کے لئے ہے (کتاب اوز جندی۔ ہدایۃ الحرمین۔ انوار الرحمٰن لتنویر الجنان)

نظر بر آں

اہل سنت والجماعت نے مستحسن اور عمدہ سمجھ کر یہ طریقہ رائج فرمایا ہے کہ جب کسی کے نام ایصال ثواب کرنا چاہیں تو کچھ کھانا یا شیرینی پر سورۂ فاتحہ ایک بار، سورۂ اخلاص تین بار اور درود شریف پڑھکر بارگاہ الٰہی میں یوں دعا کی جاتی ہے کہ "ابھی جو کچھ پڑھا گیا یا جو بھی خیرات دی گئی اسکا ثواب فلاں کے نام پہنچادے۔ اسی عمل کو عرف عام میں "فاتحہ خوانی" یا "فاتحہ پڑھنا" یا "فاتحہ دینا" کہا جاتا ہے جس کے ہر ایک جز کی بڑی فضیلت ہے مثلا

سورۂ فاتحہ کی فضیلت: ا۔ قرآن میں جو سورتیں نازل ہویں ہیں ان سب میں

بہترین سورۂ فاتحہ ہے۔ (مسند احمد۔ شعب الایمان۔ درمنثور)

۲۔ سورۂ فاتحہ افضل القرآن یعنی قرآن کا افضل حصہ ہے۔

(حاکم۔ بیہقی۔ شعب الایمان۔ درمنثور)

۳۔ ترازو کے ایک پلہ میں سورۂ فاتحہ اور دوسرے پلہ میں قرآن شریف (بغیر سورۂ فاتحہ) رکھا جائے تو اسطرح قرآن شریف سے سورۂ فاتحہ سات گنا بڑھ جائیگا۔

(ابو نعیم۔ دیلمی۔ درمنثور)

۴۔ جس کسی نے سورۂ فاتحہ پڑھا تو گویا اس نے توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن کو پڑھ لیا۔

(درمنثور۔ ابو عبیدہ)

۵۔ عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تجھ کو بہترین سورۃ کی خبر نہ دوں جو قرآن شریف میں نازل ہوی ہو تو انھوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ فرمایئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ فاتحۃ الکتاب یعنی سورۂ فاتحہ ہے جو ہر بیماری کی دوا ہے۔ (احمد۔ بیہقی۔ شعب الایمان۔ درمنثور)

۶۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ سورۂ فاتحہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔ (دارمی۔ بیہقی)

۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنخضرت ﷺ ایک مرتبہ سفر میں اپنی سواری سے ایک جگہ اتر کر چلنے لگے۔ آپ ﷺ کے ساتھ بازو میں ایک صحابی بھی چلنے لگے۔ آنخضرت ﷺ انکی طرف متوجہ ہوے اور فرمائے کہ میں تجھ کو افضل القرآن یعنی قرآن کے افضل حصہ کی خبر دیتا ہوں اور ان کو یوں تلاوت فرما کر سنانے لگے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے وَلَا الضَّآلِّيْنَ تک۔

(حاکم۔ ابوذر۔ بیہقی۔ شعب الایمان۔ درمنثور)

۸۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ اس کام کیلئے ہے جس کیلئے تو اسکو پڑھے۔

(بیہقی)

۹۔ ابلیس نے چار بار اپنی عمر میں نوحہ وزاری کی اور اپنے سر پر خاک ڈالی ہے۔

i) جب کہ اس پر لعنت ہوی ii) جب کہ وہ آسمان سے زمین پر اتارا گیا۔

iii) جبکہ حضور رسول اکرم ﷺ مبعوث ہوئے

iv) جب کہ سورۂ فاتحہ نازل ہوی۔

۱۰۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ نے سانپ کاٹے ہوئے بچھو کاٹے ہوئے، مرگی اور دیوانے پر اس سورۃ کو بطور منتر پڑھا ہے۔(بخاری۔ مسلم ودیگر صحاح ستہ)

۱۱۔ سورۂ فاتحہ عرش کے نیچے کے خزانہ سے نازل ہوی ہے۔(تفسیر مظہری)

۱۲۔ دانتوں کے درد، دردسر، درد شکم اور دوسرے دردوں کیلئے سورۂ فاتحہ (۷) بار پڑھکر دم کرنا مجرب ہے۔(تفسیر عزیزی)

سورۂ اخلاص کی فضیلت : ا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے سورۂ اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔(بخاری)

۲۔ جس کسی نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (سورۂ اخلاص) پڑھا تو گویا اس نے تہائی قرآن پڑھا۔(درمنثور)

۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (سورۂ اخلاص) پڑھا تو گویا اس نے تہائی قرآن پڑھا۔ اور جس کس نے اسکو دو مرتبہ پڑھا تو اس نے گویا دو ثلث قرآن پڑھا اور جس نے اسکو تین دفعہ پڑھا تو اس نے گویا اللہ تعالیٰ کے پاس سے نازل کی ہوی تمام کتابوں کو پڑھ لیا۔(درمنثور)

۴۔ جس کسی نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (سورۂ اخلاص) کو تین بار پڑھا تو گویا اس نے تمام قرآن کو پڑھ لیا۔(درمنثور)

۵۔ ایک شخص سورۂ اخلاص کو ترتیل سے پڑھ رہا تھا تو حضرت رسول مقبول ﷺ نے اس سے فرمایا کہ (اب اللہ سے) تو جو چاہے مانگ لے (درمنثور)

۶۔ ارشاد نبوی ہے کہ نیند آنے تک قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (سورۂ اخلاص) پڑھے۔ (نسائی۔ ابوداؤد)

سورۂ فاتحہ مع سورۂ اخلاص کی فضیلت : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے فرش پر لیٹ کر سورۂ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (سورۂ اخلاص) پڑھے گا وہ موت مقررہ کے سوا تمام بلاؤں سے امن میں رہے گا۔ (مسند بزاز)

درودِ شریف کی فضیلت : ۱۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے جو کوئی مجھ پر ایک بار درود پڑھیگا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیگا اسکی دس خطائیں معاف کریگا اور اسکے دس درجے بلند فرمائیگا۔ (جامع صغیر)

۲۔ ارشاد نبوی ہے کہ جو کوئی مجھ پر درود پڑھے تو اللہ اسکے لئے ایک قیراط (احد کے پہاڑ کے برابر) ثواب بھیجتا ہے (جامع صغیر)

۳۔ دعاء اللہ تعالیٰ سے محجوب (پردہ میں) رہتی ہے اس وقت تک جب تک کہ حضور محمد ﷺ اور اہلبیت پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔ (جامع صغیر)

نوٹ : تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب "فضائل درود شریف"

طعام یا حلوے پر اعتراض کا جواب : ۱) ارشاد ربانی ہے "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران۔ ۹۲) یعنی تم ہر گز نیکی نہیں پاسکتے جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز خرچ نہ کرو۔

۲) حضور رسول اکرم ﷺ کی پسند بھی ملاحظہ ہو "کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَ الْعَسَلَ" (بخاری شریف)

۳) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقرہ کو اسکے حقائق کے ساتھ پڑھ کر بارہ سال میں ختم فرمایا ختم کے روز ایک اونٹ ذبح فرمایا اور زیادہ طعام پکا کر صحابہ کرام کو کھلایا۔ (بیہقی۔ تفسیر فتح العزیز)

۴) حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اکثر شکر بھری بوریاں خرید کر خیرات فرماتے تھے۔ استفسار پر فرماتے کہ شکر مجھے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے اسلئے میں اپنی محبوب ترین چیز خیرات کرتا ہوں۔

اسی کی تعمیل و تقلید میں اہل سنت والجماعت شیرینی ، حلوا، پوریاں، شربت یا پلاؤاور بریانی جیسی پسندیدہ چیزوں کے اطعام و تقسیم کے ذریعہ ایصالِ ثواب کرتے ہیں جس پر شریعت میں کہیں بھی ممانعت نہیں۔

ہاتھ اٹھاکر دعاکرنا : ارشادربانی ہے وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (مومن۔۶۰) یعنی اور تمہارے رب نے فرمایاکہ مجھ سے دعاکرو میں قبول کرونگا۔

دعاء کی فضیلت : ارشادات نبوی ہیں کہ :

ایک مومن کی دعااپنے بھائی کیلئے مستجاب ہے۔ دعاعبادت ہے۔ دعاعبادت کا مغز ہے۔ اور دعارحمت کی کنجی ہے۔ (جامع صغیر)

تمھارا رب ہمیشہ رہنے والا سخی ہے۔ جب بندہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کے ہاتھ خالی پھیر دینے سے تمھارا رب شرماتا ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ بیہقی)

دعاکے آداب : دونوں ہاتھ سینہ کے مقابل اسطرح رکھیں کہ ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں اور دونوں ہاتھوں کے درمیان چار اونگل کا فرق و فاصلہ رہے۔ دعاسے فارغ ہونے کے بعد ہاتھوں کو چہرہ پر مل لینا(پھیرلینا) چاہئے۔ یہی معتبر اور صحیح ہے۔ (فتاوی عالمگیری)

دعاکاطریقہ : آخر میں جس کو ثواب پہنچاناچاہیں اس کا نام لے کر اسطرح دعاکریں :

(۱) اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْنَاہُ اِلٰی فُلَاں (مرحوم کانام)

(ردمحتار۔ شرح لباب ملاعلی قاری)

ترجمہ : اے اللہ ! ہم نے جو کچھ پڑھا اسکا ثواب (فلاں) کو پہنچادے۔

نوٹ : اگر وقت ہو تووالدی و مرشدی حضرت سیدالصوفیہ مفتی سید شاہ احمد علی صوفی قادری علیہ الرحمہ کی مرتبہ جامع دعائے ذیل پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ اِلٰی رُوْحِ نَبِیِّكَ وَ حَبِیْبِكَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ وَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ ثُمَّ اِلٰی اَرْوَاحِ جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالْخُلَفَاءِ
الرَّاشِدِیْنَ وَاَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاٰلِهِ الطَّاهِرِیْنَ
وَاَصْحَابِهِ الْاَکْرَمِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَاَئِمَّةِ الدِّیْنِ وَسَائِرِالْاَوْلِیَاءِ
وَالصّٰلِحِیْنَ وَجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ
وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ۔ خُصُوْصاً اِلٰی رُوْحِ فُلَاں (مرحوم کا نام)

ترجمہ : اے اللہ ! میں نے جو کچھ پڑھا اسکا ثواب تیرے نبی اور تیرے حبیب ' گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے اور سارے جہانوں کے لئے رحمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کو پھر تمام نبیوں اور رسولوں اور خلفائے راشدین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات مومنوں کی ماؤں اور آپ کی آل پاک اور آپ کے صحابہ کرام اور شہیدوں اور دین کے اماموں اور جملہ اولیا اور صالحین اور تمام زندہ و مردہ مومن مردوں اور عورتوں اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی روحوں کو پہنچا تیری رحمت کے وسیلے اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے ! خاص طور پر فلاں کی روح کو ثواب پہنچا۔

دعاءِ مغفرت

ا) استغفار یعنی مغفرت طلب کرنے کیلئے قرآنی دعائیں پڑھی جاسکتی ہیں

ب) یا پھر احادیث شریفہ میں مروی مغفرت کی چند دعائیں بھی کی جاسکتی ہیں :

۲۔ مثلاً یہ دعاء و استغفار پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَا بَعْدَ هُمْ بِحَقِّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اِغْفِرْ لِمَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَةِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ (کنزالعمال)

ترجمہ : اے اللہ ! لاالہ الااللہ کے طفیل ہمیں انکے اجر سے محروم نہ فرما اور ہمیں انکے بعد کی آزمائش میں نہ ڈال۔ اسکو بخشدے جس نے لاالہ الااللہ کہا۔ اور ہمارا حشر ان کے زمرہ مین فرما جنھوں نے لاالہ الااللہ کہا۔

ارشاد نبوی ہوا کہ اللہ تعالیٰ اسکے پڑھنے سے پڑھنے والے کے پچاس سال کے گناہ بخش دیتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ! جسکے پچاس سالہ گناہ نہ ہوں تو ؟ آپ نے فرمایا اسکے والدین اور قرابداروں اور عام مسلمانوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

زیارت' ساتہ' دسواں' چہلم' برسی اور عرس کا جواز

حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ"

(ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

یعنی جب تم میت پر نماز (جنازہ) پڑھ چکو تو اس کے بعد خاص کر میت کیلیئے دعا کرو۔

اسی ارشاد نبوی کی تعمیل میں اہل سنت والجماعت نماز جنازہ کے بعد فاتحہ خوانی کے ذریعہ میت کی مغفرت اور بلندی درجات کیلیئے دعا مانگتے ہیں۔

خواہ یہ دعا دفن کے بعد کی جائے یا سال کے بارہ مہینوں اور مہینہ کے تیس دنوں میں کبھی بھی کی جائے مذکورہ بالا حدیث شریف میں دیئے گئے حکم نبوی کے عین مطابق ہے ہر صورت میں یہ دعا میت کیلیئے سامان بخشش اور ترقی درجات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

چنانچہ وفات کے تیسرے روز فاتحہ سیوم یا زیارت ' ساتویں روز ساتہ یا فاتحہ ہفتم' دسویں روز دسواں یا فاتحہ دہم ' ایک ماہ کے ختم پر فاتحہ ماہانہ' چالیس روز کے بعد فاتحہ چہلم یا اربعین اور سال کے ختم پر سالانہ فاتحہ برسی یا عرس کے نام سے جو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے اسکے پیچھے یہی نیک مقصد کارفرما ہے۔

دن یا مہینہ کا تعین : ویسے ان ایام میں فاتحہ کے لئے دن یا مہینہ کے تعین کا جواز بھی ذیل کی روایات سے ثابت ہے۔

ا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے تیسرے' ساتویں

اور چالیسویں دن نیز چھ ماہ اور ایک سال کے بعد صدقہ دیا۔
(انوار ساطعہ۔ خزانۃ الروایات)

۲۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراھیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے تیسرے دن خشک کھجور، اونٹنی کے دودھ اور جو کی روٹی پر فاتحہ خوانی میں سورۂ فاتحہ ایک بار، سورۂ اخلاص تین بار کی تلاوت فرمائی اور درود شریف پڑھا۔ (کتاب اوز جندی۔ ہدایت الحرمین)

۳۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وفات کے تیسرے دن غمزدہ پسماندگان کے گھر میں جانا اور دعائے خیر کرنا اور کھانا بھیجنا سنت ہے کیونکہ حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے وصال کے تیسرے دن آل جعفر کے گھر تشریف لے گئے۔ صاحبزادوں کی تعزیت اور ان کے لئے خصوصی دعائے خیر فرمائی اور کھانا بھیجا۔ (مدارج النبوۃ)

۴۔ میت کے وارثوں کی تعزیت اور انکے لئے شریعت میں تین روز مقرر کئے گئے ہیں چنانچہ فقہائے کرام فرماتے ہیں میت کے پسماندگان کا وفات کے بعد تین روز تک گھر یا مسجد میں بیٹھے رہنے میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ تین روز تک تعزیت کیلئے لوگ آتے رہینگے تاکہ انھیں تسلی اور تشفی دیں۔ (فتاویٰ عالمگیری)

۵۔ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک اموات سات روز تک اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں تو صحابہ کرام سات روز تک ان کی جانب سے کھانا کھلانا مستحب (موجب ثواب) سمجھتے تھے۔ (شرح الصدور۔ ابو نعیم)

۶۔ میت کو چالیس روز تک زمانہ موت سے قرب کے سبب اپنے گھر کا شوق رہتا ہے۔
(انوار ساطعہ۔ خزانۃ الروایات)

۷۔ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ (وفات کے بعد) مومن پر چالیس روز تک زمین کے وہ ٹکڑے جن پر وہ خدا تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کرتا تھا اور آسمان کے وہ دروازے جن سے کہ اسکے عمل چڑھتے تھے اور وہ دروازے کہ جن سے اسکی روزی اترتی تھی یہ سب کے سب روتے رہتے

ہیں۔(شرح الصدور)

۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عید' جمعہ' عاشورہ اور شب برات میں اموات اپنے گھروں کو آتی ہیں۔ نیز حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ رقمطراز ہیں کہ بعض علماء محققین کی روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ کی شب اہل ایمان کی روحیں آزاد ہوکر اپنی قبروں سے اپنے گھروں کی طرف آتی ہیں جہاں زندگی میں مقیم تھیں اور وہاں کھڑی ہوکر بڑی غمگین آواز سے پکارتی ہیں کہ اے میرے اہل خاندان اور اے میری اولاد و رشتہ دار ! خیرات وصدقات دیکر ہم پر مہربانی کرو۔ ہم کو مت بھولو اور ہم پر ترس کھاؤ۔ روحیں اگر محروم ہوکر لوٹتی ہیں تو یہ کہتی جاتی ہیں کہ یااللہ تو ان سب کو اپنی رحمت سے ناامید کردے جیسا کہ انھوں نے ہمیں ناامید لوٹادیا۔

(اشعۃ اللمعات۔ ایتان الارواح۔ خزلنۃ الروایات)

۹۔ آنحضرت ﷺ ہر سال شہدائے احد کی زیارت کیلئے تشریف لے جاتے اور فاتحہ ودعا فرمایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

لہٰذا وفات کے ایک سال بعد یا ہر سال عامۃ المسلمین کے ایصال ثواب کیلئے جو فاتحہ خوانی مع طعام منعقد کی جاتی ہے اسکو برسی کہتے ہیں اور اگر یہی محفل بزرگان دین یا مشائخ وصالحین کی یاد میں منعقد کی جاتی ہے تو اسکو "عرس" کہا جاتا ہے۔

نذر و نیاز کا جواز : ۱) حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص نے نذر مانی کہ مقام "بوانہ" میں وہ اونٹ ذبح کریگا۔ آپ ﷺ کو اسکی خبر دی گئی تو آپ نے پوچھا کہ کیا وہاں کوئی بت ہے جسکی زمانہ جاہلیت میں پوجا کی جاتی تھی؟ صحابہ کرام نے عرض کی "نہیں"۔ پھر آپ نے پوچھا کیا وہاں انکی عیدوں میں سے کوئی عید ہوتی ہے۔ صحابہ نے جواب دیا "نہیں" آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اپنی نذر پوری کر"۔ اللہ کی نافرمانی میں نذر پوری نہ کی جائے اور اس چیز میں جسکا انسان مالک نہیں نذر کا پورا کرنا نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

۲) جب مثنوی شریف مولانا رومؒ ختم کی گئی تو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے شربت بنانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس پر مولانا رومؒ کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھکر نیاز کی گئی اور شربت تقسیم ہونا شروع ہوا۔

حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں نیاز کے دو معنی ہیں۔ ایک عجز و بندگی ہے جو خدا کے سوائے دوسرے کے واسطے نہیں بلکہ ناجائز و شرک ہے۔ نیاز کے دوسرے معنی ہیں خدا کی نذر اور اسکا ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا جو جائز ہے۔ اس سے لوگ انکار کرتے ہیں۔ بھلا اس میں کیا خرابی ہے۔ اگر کسی عمل میں غیر مشروع عوارض لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے۔ ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔ (شمائم امدادیہ)

۲) مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں: نذر کی حقیقت یہ ہے کہ کھانے کپڑے اور مال خرچ کرنے کا ثواب مردے کی روح کو پہنچانا ہے۔ اور یہ کام مسنون ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم میں ام سعد کا بیان ہے۔ یہ نذر لازمی ہو جاتی ہے۔ ان کا ذکر عمل منذور اور مصرف کے تعین کیلئے ہے اور مصرف اولیاء اور ان متوسلین، اقارب، خدام، مرید اور ایسے ہی لوگ ہیں اور بلا شک و شبہ نذر کرنے والوں کا یہی مقصود ہے۔ اور اس نذر کا حکم یہی ہے کہ یہ نذر صحیح ہے۔ اسکا پورا کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ وہ شریعت میں قربت معتبر ہے۔ (فتاوی عزیزیہ)

۴) اگر کہا جائے کہ یارب! میں نے تیرے لئے نذر کی اگر تو بیمار کو شفا دے یا ایسا ہی کوئی مقصد بیان کرتے ہوئے کہے کہ فلاں بزرگ کے آستانہ پر جو فقراء ہیں انھیں کھانا کھلاؤں گا تو یہ نذر تو اللہ تعالیٰ کیلئے ہے مگر جس بزرگ کا نام لیا گیا تو وہ مستحق محل صرف ہیں لہٰذا یہ نذر جائز ہے۔ (فتاوی عزیزیہ)

۵) منکرین فاتحہ کے معروف پیشوا محمد اسمٰعیل صاحب مصنف تقویۃ الایمان نے تک لکھا ہے کہ اگر گزرے ہوئے بزرگان دین قدس اللہ اسرارہم کی نذر کی جائے تو جائز ہے۔ فرق اتنا ہے کہ عالم دنیا سے عالم برزخ میں منتقل ہو جانے کی وجہ سے وہ کھانے سے مستفید نہیں ہو سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ اسکا ثواب انکی پاک روحوں کو پہنچاتا ہے۔ پس انکی

حالت زندگی میں اور مرنے کے بعد مساوی ہے۔(زبدۃ النصائح)

۶۔) یہی محمد اسمٰعیل صاحب دوسری جگہ رقمطراز ہیں کہ فاتحہ، عرس اور نذرونیاز کے مروجہ کاموں میں سے اس کام میں جو خوبی ہے اس میں شک وشبہ نہیں ہے۔(صراط مستقیم)

عوام کیلئے تخفیف عذاب اور خواص کیلئے بلندی درجات : برسی اور عرس میں بڑا فرق یہ ہے کہ عام مسلمان مردوں اور عورتوں کی ارواح اگر خدانخواستہ قبر کی تکلیف یا عذاب سے دوچار ہوں تو برسی میں ایصال ثواب کے ذریعہ انکے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ لیکن اللہ والے' خاصانِ خدا اور صوفیہ و اولیاء اللہ کی پاکیزہ ارواح پہلے ہی نور ورحمت سے آراستہ ہوتی ہیں ان کی یاد میں عرس کی تقاریب کے انعقاد سے اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو مزید بلند فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس بلندی درجات کی کوئی حد یا انتہاء ہی نہیں۔ قیامت تک درجات کی اس بلندی میں اضافہ پر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

واضح ہو کہ ایصال ثواب کے ان مواقع پر

۱۔ اپنے یا غیر کو خواہ وہ زندہ ہو کہ مردہ' قرابتدار ہو کہ بیگانہ' اپنی عبادت بدنی یا مالی صدقہ ہو یا تلاوت قرآن اسکا ثواب پہنچانا شرعاً جائز ہے۔ اہل سنت والجماعت کے پاس ثواب ضرور اُنہیں پہنچتا ہے۔(ردمختار۔شامی)

۲۔ نیز اموات کو ثواب پہنچانے کی نیت سے اقرباء' اغنیاء' فقرا اور مساکین کو طعام کھلانا جائز ہے۔(ہدایہ۔کفایہ)

منکرین کی ایک غلط دلیل کا جواب

ایصالِ ثواب کے منکرین اپنی تائید میں جو قرآنی آیت پیش کرتے ہیں وہ ہے

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (نجم۔۳۹)

ترجمہ : اور نہیں ملتا انسان کو مگر وہی کچھ جسکی وہ کوشش کرتا ہے۔

اس آیۃ شریفہ کا وہ لوگ یہی مفہوم لیتے ہیں کہ ہر شخص کو انہی اعمال کا اجر ملے گا جو اس نے خود کیے ہیں اور کسی کے عمل کا ثواب کسی دوسرے انسان کو نہیں پہنچ سکتا۔

۱) اس باطل عقیدہ کا حامل معتزلہ نامی ایک گمراہ فرقہ گزرا ہے جو کبھی کے معدوم ہو

چکا ہے۔ علاوہ ازیں آجکل کمیونسٹ ذہنیت رکھنے والے لوگ جو محنت کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں وہ بھی اس آیت کا یہی مطلب اخذ کرتے ہیں کہ ہر انسان صرف اسی چیز کا حقدار ہے جو اس نے اپنی محنت اور کوشش سے حاصل کی ہے جو قرآن فہمی کے تقاضوں کے مغائر ہے کیونکہ ایسا خود ساختہ مفہوم اختیار کیا جائے تو پھر میراث 'وصیت 'زکوٰۃ' صدقات اور ہبہ کے احکام کے علاوہ استغفار سے متعلق ایک نہیں بیسیوں قرآنی آیات متعارض ہو جائیں گی۔ مثلاً رسالہ ہٰذا کے ابتدائی حصہ میں ایصالِ ثواب کے ثبوت میں ہم نے متعدد قرآنی آیات سے بحث کی ہے جن میں کہیں مسلمانوں کو استغفار کا حکم دیا گیا ہے 'کہیں مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش کیلئے فرشتوں کے استغفار کا ذکر ہے 'کہیں انبیاء کرام کی جانب سے اپنے والدین 'اپنی اولاد اور مومن مردوں اور عورتوں کیلئے بخشش کی دعائیں مانگنے کا بیان ہے۔

منکرینِ ایصالِ ثواب کے بقول اگر استغفار اور دعاؤں کا میت کو کوئی نفع نہیں پہنچتا تو ان لاحاصل کاموں میں انبیاء اور ملائکہ کیوں اپنا وقت ضائع کرتے رہے اور ہمیں کیوں اپنے مسلمان بھائیوں کیلئے دعائے مغفرت کا حکم دیا گیا۔ پھر تو نماز جنازہ جو دعائے مغفرت ہے وہ بھی بے سود اور لاحاصل ہو جائیگی۔

اسطرح کئی قرآنی آیات ہی نہیں بلکہ رسالہ ہٰذا کے پچھلے صفحات پر پیش کی گئی بے شمار ایسی احادیثِ شریفہ بھی بے معنی ہو کر رہ جائینگی جن سے ایصالِ ثواب کا واضح ترین ثبوت ملتا ہے۔ اسلئے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ہم اپنے اعمالِ نیک کا ثواب اپنے والدین اور دوسرے مومنین کو پہنچا سکتے ہیں اور اس سے انھیں یقیناً فائدہ پہنچتا ہے۔

شیخ اسمٰعیل حقیؒ اور علامہ صاویؒ منکرینِ ایصالِ ثواب کے پیشوائے اعظم یعنی شیخ تقی الدین ابو العباس ابنِ تیمیہ کا قول نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ شیخ ابن تیمیہ نے کہا کہ "جو یہ اعتقاد رکھے کہ انسان کو صرف اپنے ہی عمل سے نفع ہوتا ہے تو اس نے اجماع کے خلاف کیا۔" (تفسیر روح البیان۔ حاشیہ تفسیر جلالین)

چنانچہ احناف کا مسلک یہی ہے کہ کوئی شخص اپنے ہر نیک عمل مثلاً نماز' روزہ' تلاوتِ قرآن' ذکر' صدقہ' عمرہ اور حج وغیرہ کا ثواب دوسرے مسلمان کو ضرور بخش سکتا ہے۔

۲) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سورۂ نجم کی آیت (۳۹) منسوخ ہے اور اسکی ناسخ آیت یہ ہے۔

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ (طور۔۲۱)

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور انکی اولاد ایمان کے ساتھ انکی پیروی کرتی رہی تو ہم نے انکی اولاد کو ان سے ملا دیا اور انھیں انکے عمل میں کچھ کمی نہ دی۔

مراد یہ ہے کہ اگر ماں باپ بلند درجہ ہیں اور اولاد اس درجے کے مستحق نہ ہو سکی مگر ہے مومن تو اولاد کو جنت میں ماں باپ کا درجہ ملے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آباء و اجداد کی نیکیاں اولاد کے مراتب کو بلند کر دیتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ درجہ و مرتبہ ماں باپ کو اپنے عمل کی وجہ سے ملا تھا اور انکے نیک عمل کی بدولت ان کی اولاد کو ملا۔ حالانکہ اولاد نے وہ عمل ہی نہیں کیا تھا۔

۳) سورۂ نجم کی آیت (۳۹) کی بعض نے یوں توجیہہ کی ہے کہ اس آیت میں ''انسان'' سے مراد کافر ہے۔ کیونکہ کفار کو کسی کی نیکیاں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔

اور اہل سنت والجماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ایصالِ ثواب سے صرف اس شخص کو نفع پہنچتا ہے جو ایمان کی حالت میں فوت ہوا ہو۔ جس کی موت کفر پر ہوی ہو اسے قطعاً کوئی نفع نہیں پہنچتا۔ (ضیاء القرآن)

المختصر ہم نے قرآن' حدیث' فقہ اور سلف صالحین کے عمل کی روشنی میں یہ ثابت کر دیا کہ

۱۔ کسی مسلمان مرد یا عورت کی وفات کے بعد اگرچہ کہ اسکے عمل کا دروازہ بند ہو جاتا ہے لیکن اپنی زندگی میں اسکی جانب سے کئے گئے کسی نیک عمل یا صدقہ جاریہ کے علاوہ دیگر زندہ مسلمانوں کی جانب سے فاتحہ خوانی' اطعام طعام اور دعائے مغفرت کا ثواب میت کو ضرور پہنچتا ہے۔

۲۔ میت کو زندوں کی بدنی عبادت اور مالی عبادت کے علاوہ ان دونوں سے مرکب عبادت کا ثواب ضرور پہنچتا ہے۔

۳۔ کھانے کی کوئی چیز از قسم میوہ، طعام یا شیرینی تقسیم کرنے کے ذریعہ بھی میت کو ایصالِ ثواب ضرور ہوتا ہے۔

۴۔ طعام سامنے رکھکر فاتحہ پڑھنا پوجاپاٹ یا شرک و کفر ہرگز نہیں بلکہ سنت رسول کے عین مطابق ہے۔

۵۔ فاتحہ اور نذر و نیاز کرنے والے کو بھی پورا اجر حاصل ہوتا ہے اور جن مرحومین یا جملہ مومنین و مومنات کے لئے فاتحہ و دعائے خیر کی گئی ہو ان سب کو بھی فرداً فرداً اسی کے برابر ثواب ملتا ہے کوئی کمی نہیں ہونے پاتی۔

۶۔ سیوم (زیارت یا تیجہ)، ہفتم (ساتہ)، دہم (دسواں)، چہلم (اربعین یا چالیسواں) برسی (سالانہ) کے نام سے فاتحہ ہر طرح جائز اور میت کیلئے ایصال ثواب کا باعث ہے۔ اسی طرح ربیع المنور میں میلاد مصطفیٰ یا بارھویں شریف، محرم میں محفل عاشورہ و مجالس شہادت اور سبیل لگانا، ماہ رجب میں کونڈے کندوری، ماہ ربیع الثانی میں یازدھم یعنی گیارھویں شریف، ماہ رجب میں رجبی شریف، حضرت بو علی شاہ قلندر پانی پتی علیہ الرحمہ کی نیاز سہ منی شریف، حضرت سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ کی نیاز مبارک اور مشائخ و صالحین کے سالانہ عرس وغیرہ کے نام سے جو جو فاتحہ جات اور نذر و نیاز عام ہیں وہ سب ہر طرح سے جائز اور ایصالِ ثواب و بلندیِ درجات کی مختلف شکلیں ہیں۔

۷۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ نے جن باتوں کو دین میں جائز اور حلال فرمایا ہے انکو حرام ٹھہرانا، اللہ اور رسول پر جھوٹی تہمت لگانے کے برابر ہے جو ایک بدترین گناہ ہے چنانچہ قرآن میں ارشاد ربانی ہے قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ (یونس۔۵۹) یعنی اے محبوب! فرمادو کہ بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمھارے لئے رزق اتارا اس میں تم نے اپنی طرف سے کچھ حرام ٹھہرالیا۔ اے محبوب! کہدو کیا اللہ نے اس کا تمھیں حکم دیا ہے یا اللہ پر تم لوگ تہمت لگاتے ہو۔

تَمَّتْ بِالْخَیْر

ماخذ

تفسیر روح البیان
تفسیر خازن
تفسیر جلالین
تفسیر مظہری
تفسیر فتح العزیز
تفسیر ضیاء القرآن
تفسیر درمنثور
بخاری
مسلم
ترمذی
ابوداؤد
ابن ماجہ
نسائی
موطا
مشکوۃ
طبرانی
بیہقی
احمد
حاکم
دار قطنی

دیلمی
دارمی
جامع صغیر
ادب مفرد بخاری
کنز العمال
اشعۃ اللمعات
اتقان
حجۃ اللہ العالمین
شعب الایمان
بزاز
ابو نعیم
ابن مردویہ
ابن ابی حاتم
ابن عساکر
ابن جریر
عبد بن حمید
ابن المنذر
ابن شیبہ
نصاب الاحتساب
کتاب التجنیس

فتاوی عالمگیری
رد محتار
فتح القدیر
ہدایہ
تاتارخانیہ
محیط
شامی
کفایہ
بحر الرائق
غرائب
شرح لباب
فتاوی عزیزیہ
امداد الفتاوی
بدائع
شرح عقائد نسفیہ
شرح الصدور
نور العرفان
مدارج النبوۃ
مذاق العارفین
طی الفراسخ

جذب القلوب
رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ
انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ
الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین
تذکرۃ الموتی والقبور
فوائد زنجانی
کتاب اوزجندی
ہدایۃ الحرمین
رسالہ زیارتِ قبور
انوار الرحمٰن لتنویر الجنان
انوار ساطعہ
خزانۃ الروایات
ایتان الارواح
کشف الحجاب عن مسئلہ ایصال الثواب
شمائم امدادیہ
زبدۃ النصائح
تحذیر الناس
صراط مستقیم
شمس التواریخ
غیاث اللغات